THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, January 31, 2011
(68th Session)
Volume I No. 02
(Nos.01-06)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran..	1
2.	Fateha……..…...	2
3.	Leave of Absence...	2-3
4.	Resolution of Condemnation..	4
5.	Presentation of Report………………..................................	5-6
6.	Discussion on the Resolution of Condemnation..................	7-18
7.	Privilege Motion:	
	• The News Item about the Fake Degrees………….	19-47
8.	Introduction of Bill…………………..................................	48-55
9.	Adjournment Motion:	
	• Friday's Holiday..…………………………………	56-67

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume I No.02   SP.I(02)/2011 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, January 31, 2011

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at twenty four minutes past 4 in the evening with Mr. Deputy Chairman (Mr. Jan Muhammad Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا
۝٨ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ
الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝٩ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ
عَذَابًا اَلِيْمًا ۝١٠

ترجمہ: تمہارا رب قریب ہے کہ تم پر رحم کرے اور اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے اور ہم نے دوزخ کو کافروں کے لیے قید خانہ بنایا ہے۔ بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بڑا ثواب ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

(سورۃ بنی اسرآئیل آیات 8تا10)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ Leave applications کے بعد کر لیں؟

Fateha

سینیٹر حاجی محمد عدیل: ہمارے ایک ساتھی، parliamentarian, ex-Interior Minister اور ہمارے صوبے کے سابق گورنر نصیر اللہ بابر گزشتہ دنوں فوت ہوئے تھے، ان کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے تھا اور انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی اس وقت join کی تھی جب مارشل لا لگا اور پیپلز پارٹی کی حکومت کو ختم کیا گیا تھا۔ وہ ایک کھرے اور بہادر انسان تھے، law and order کے بارے میں ان سے بڑی اچھی باتیں بھی منسوب ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک ایسی ہستی تھے کہ اس ایوان کو انہیں یاد کرنا چاہیے، میرا بھی ان سے تعلق رہا، وہ میرے ساتھ جیل میں بھی تھے اور سفر میں بھی میرے ساتھ تھے۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ ان کی مغفرت کے لیے دعا کی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: جناب چیئرمین! میں اس میں اضافہ کر دوں کہ ہمارے معزز ممبر جناب رحمٰن ملک صاحب کے father in law کی بھی death ہوئی ہے، ان کے لیے بھی دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سب کے لیے دعا کر لیتے ہیں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: میں چاہوں گا کہ سینیٹر زاہد خان صاحب کے گھر پر ایک واقعہ ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس واقعے کی مذمت آرہی ہے، پہلے دعائے مغفرت کرتے ہیں پھر مذمت کریں گے۔ پہلے جو اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں، ان کے لیے دعائے مغفرت کریں پھر آگے دیکھتے ہیں۔ جی سب کے لیے دعائے مغفرت کریں۔ جی مولانا گل نصیب صاحب دعا کرائیں۔

(اس موقع پر ایوان میں دعائے مغفرت کی گئی)

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں ذرا Leave Applications پڑھ دوں پھر اس کے بعد جو واقعہ ہمارے ایک colleague Senator کے ساتھ ہوا ہے اس پر سینیٹر افراسیاب خان صاحب مذمت کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ایس۔ ایم۔ ظفر صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 31جنوری 2011 کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب سلیم سیف اللہ خان صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر آج مورخہ 31جنوری 2011 تا اختتام حالیہ اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سید ساجد حسین زیدی صاحب نے ناسازی طبعیت کی بنا پر آج مورخہ 31جنوری2011 کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: محترمہ گلشن سعید صاحبہ ناسازی طبعیت کی بنا پر مورخہ 28جنوری2011 کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب طارق عظیم خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 67^{th} اجلاس کے دوران، طارق عظیم خان ساری چھٹیاں اکٹھی مانگ رہے ہیں، مورخہ 30دسمبر 2010 کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوا ن سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: افرسیاب خان صاحب! سینیٹر زاہد خان صاحب کے گھر پر جو حملہ ہوا ہے اس پر قرارداد مذمت پیش کریں۔

Resolution of Condemnation

سینیٹر افراسیاب خٹک: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں آپ کے توسط سے معزز ایوان کی توجہ اس واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ 25جنوری 2011 کو شام سے تھوڑی دیر پہلے سینیٹر زاہد خان صاحب کے گھر دیر، تیمر گرہ میں ان کے حجرے میں دو آدمی آئے اور جنہوں نے کہا کہ ان کا بجلی کے بل کا کوئی مسئلہ ہے، جسے وہ ان کے بھائی ایوب خان صاحب کے ساتھ discuss کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے وہ مسئلہ discuss کیا، تھوڑی دیر بیٹھے اور اٹھتے وقت انہوں نے پستول سے گولیاں چلائیں۔ Point-blank range سے انہیں پانچ گولیاں ماریں جو ان کے بھائی کے جسم کے مختلف حصوں میں لگیں۔ اس کے بعد ان کا گن مین جب اپنی بندوق لینے کے لیے بڑھا تو دوسرے آدمی نے اس پر گولی چلائی جس کا موقع پر ہی انتقال ہو گیا۔ ان کے بھائی شدید زخمی ہوئے اور ہمراہ ان کے دو چچازاد بھائی بھی زخمی ہوئے، جنہیں پشاور کے ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔ خدا کے فضل سے ان کے بھائی کی حالت پہلے سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں بچالیا ہے، وہ ایک معجزانہ طریقے سے بچے ہیں کیونکہ جس فاصلے سے گولیاں چلائی گئی تھیں اس میں بچنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔

جناب والا! میں آپ کے توسط سے اس ایوان کے سامنے اس واقعہ کی مذمت کرنا چاہتا ہوں اور اس بات کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہمارے ہاں ایک ایسی صورتحال پیدا ہو گئی ہے کہ ایک سیاسی نقطہ نظر رکھنے کی بنا پر لوگوں کے خلاف دہشتگردی کی کارروائیاں ہوتی ہیں، ان کو اور ان کے خاندانوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاں یہ ایک بہت خطرناک رجحان چل پڑا ہے، یہ ایک طرح سے fascism ہے اور fascist طریقوں سے لوگوں کی آواز کو خاموش کیا جا رہا ہے۔ ماضی میں سیاسی کارکنوں کی پکڑ دھکڑ ہوتی تھی، جیلوں میں ڈالا جاتا تھا، جلاوطنیاں ہوتی تھی، آج کل گولی، سنگین اور بندوق کے ذریعے لوگوں کو خاموش کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سارے جمہوریت اور امن پسند لوگوں کو اس کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے کیونکہ اگر یہ تشدد ہماری ریاست اور معاشرے کی جڑوں میں بیٹھ گیا تو خدانخواستہ اس ملک کا کوئی مستقبل نہیں ہوگا۔ اس لیے اس ملک کی خاطر، جمہوریت کی خاطر، امن کی خاطر ہم سب کو مل کر ایسے واقعات کی مذمت کرنی چاہیے اور اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ ان واقعات کا کیا حل ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس کا کوئی فوجی حل ہے لیکن اس کا سیاسی حل بھی ہے، جس پر کہ ہمیں سوچنا چاہیے۔ ہمیں ملک کو تشدد اور قتل و غارت سے نکالنے کے لیے اپنی آواز بلند کرنی

چاہیے اور ساری جمہوری سیاسی پارٹیوں کو مل کر اس پر ایک stand لینا چاہیے تاکہ دہشتگردوں کو یہ پیغام ملے کہ پاکستان کے سارے لوگ ایسی کارروائیوں کے خلاف متحد ہیں۔ انشاء اللہ جب تک ان کارروائیوں کا خاتمہ نہیں ہوتا قومی اتحاد جاری رہے گا۔ میں ایک مرتبہ پھر اس واقعہ کی مذمت کرتے ہوئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ آپ اجازت دیں تو میں چھوٹی سی سرکاری کارروائی کو مکمل کردوں، ہاؤس میں ایک report lay کی جائے گی۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! اس واقعہ کی پورا ہاؤس مذمت کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مجھے اجازت دیں کہ میں یہ کارروائی پیش کردوں۔

Senator Mrs. Kalsoom Parveen may move Item No. 2.

آپ نے یہ جو رپورٹ تیار کی ہے کیا آپ اس پر brief statement دینا چاہتی ہیں؟

سینیٹر کلثوم پروین: جی ہاں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی please دیجیے۔

Presentation of Report

Senator Kalsoom Parveen: I would like to present the second report of the Standing Committee on Health for the period from 4th February to 11th December, 2010.

جناب والا! میں آپ کے توسط سے چند ان چیزوں پر brief کرنا چاہوں گی کہ جو میں سمجھ رہی ہوں کہ اٹھارھویں ترمیم کے بعد صوبوں کو جائیں گی اور شاید آنے والے وقت میں ہم اس پر کتنی قانون سازی کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے تو میں اپنی کمیٹی کے جتنے ممبران ہیں، میں ان کے نام اس لیے نہیں لینا چاہتی کہ شاید کسی ممبر کا نام miss نہ ہو جائے، above party تمام لوگوں کا تعاون رہا، ہر بندے نے جس توجہ سے participation کی ہے، میں سمجھتی ہوں شاید کسی اور کمیٹی میں نہ کی گئی ہو۔ دوسرے میں اپنے سٹاف، کمیٹی سیکریٹری سمیع خان صاحب، عابد اشرف صاحب جنہوں نے بہت لگن، دلجوئی اور honesty سے اس رپورٹ کو تیار کیا۔ ویسے تو میں نے 16 meetings کی ہیں اور اس کے علاوہ sub-committee کی میٹنگ کی بھی علیحدہ رپورٹ مارچ میں آرہی ہے۔

جناب والا! ہمارے تمام Health کے ممبران نے اڈیالہ جیل کا visit کیا۔ ہم لوگوں نے وہ کمرہ بھی دیکھا جہاں Prime Minister صاحب نے قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کیں، ہم نے وہاں عورتوں کی جیل بھی دیکھی۔ وہاں رہنے والی عورتوں میں health کے حوالے سے کوئی بھی ایسی عورت نہیں تھی جسے hepatitis C نہ ہو مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ ان عورتوں کے لیے کوئی ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر موجود نہیں ہے۔ وہاں ایسی عورتیں بھی ہیں کہ جن کے ساتھ معصوم بچے اور بچیاں ہیں، ایک سال سے لے کر 14 سال تک کے بچے ہیں، وہ بھی اسی جیل میں وہی سزا کاٹ رہے ہیں جو ان کی ماں کاٹ رہی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس پر قانون سازی ہونی چاہیے کہ ایسی عورت جو pregnant ہو یا جس کے ساتھ معصوم دودھ پینے والے بچے ہوں ان کے لیے ان کے گھر ہی sub-jail ہوں۔ وسیم سجاد صاحب بیٹھے ہیں، میں چاہوں گی کہ ان کی بھی اس میں out put آئے۔ ایسی عورت جس کے چھوٹے بچے یا بچیاں ہیں جب وہ اس جیل کے ماحول سے دس سال بعد نکلیں گی تو بتائیے کہ معاشرے میں ان بچوں اور بچیوں کا کیا مقام ہو گا، ان کی کیا grooming ہوئی ہو گی۔

دوسرا یہ کہ وہاں پر ایسی عورتیں تھیں کہ جنہوں نے اپنی سزا پوری کر لی تھی مگر یہ ان کی بدبختی یا بے بسی کہہ لیں کہ اپنی سزا پوری کرنے بعد بھی ان کو رہائی نہیں ملی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان عورتوں کے پاس وہ رقم نہیں تھی، ان سے جرمانہ لیا جاتا ہے جو cash یا insurance bond کی صورت میں ہوتا ہے جسے مچلکہ کہا جاتا ہے، وہ ان غریب عورتوں کے پاس نہیں تھا۔ میں رازق خان صاحب کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اسی وقت پانچ لاکھ تیس ہزار روپے دے کر کچھ عورتوں کی رہائی اسی وقت ممکن کرائی مگر 35 عورتیں اڈیالہ جیل میں ابھی بھی ایسی ہیں جو سزا پوری ہونے کے باوجود ابھی تک کسی نا کردہ گناہ کی سزا کاٹ رہی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس کے لیے بیت المال سے یا کوئی اور ایسا طریقہ ہونا چاہیے کہ جو عورتیں اپنی غربت کی وجہ سے اپنا جرمانہ pay نہیں کر سکتیں اس کا بندوبست ہونا چاہیے۔

جناب والا! تیسرے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ وہاں پر زیادہ تر عورتیں منشیات کے حوالے سے تھیں۔ بالفرض وہ پختونخوا سے آئی ہیں اور یہاں کورٹ کی requirement ہے کہ وہ بندہ ان کی گواہی دے جو یہاں راولپنڈی کا رہائشی ہو اور اس کی زمین یہاں اسلام آباد یا راولپنڈی میں ہو۔ مجھے بتائیں کہ ایک صوبہ پختونخوا کی عورت کے لیے کون گواہی دے گا، کون ذمہ داری لے گا، وہ یہاں پر کس سے پیسے لے سکے گی۔ اس کو اس کے صوبے میں بھیجا جائے تاکہ اس کے لوگ اس کے لیے گواہی دے سکیں

اور اگر وہ یہاں پر ہے تو پورا پاکستان سب کا ہے تو کسی جگہ سے بھی کوئی بندہ اس کے لیے گواہی دے سکے اور ان کی رہائی ممکن ہو سکے۔

جناب والا! چوتھی وہ عورتیں ہیں جو pregnant ہیں یا خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہیں، ان کے لیے اگر وہاں پر ہسپتال نہیں ہے تو penal پر کوئی ہسپتال لے لیا جائے تاکہ جہاں پر ان عورتوں کا علاج معالجہ ہو سکے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ Report stands presented. میری Leader of the House and Leader of the Opposition سے گزارش ہے، جناب زاہد خان صاحب کے گھر پر جو واقع ہوا ہے اس کے لیے میں محسوس کر رہا ہوں کہ بہت سارے دوست مذمتی کلمات کہنا چاہتے ہیں اور دوسرا کوئی دوست Privilege Motions اور Points of Order پہلے اٹھانا چاہتا ہے۔ اگر آپ sense of the House لینا چاہتے ہیں جن میں ہمارے senior اراکین بھی ہیں تو ان ہی کو پہلے نمٹا لیں پھر کارروائی شروع ہو جائے گی۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! Sense of the House لے لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں بخاری صاحب سے اور وسیم سجاد صاحب سے گزارش کر رہا ہوں۔ جی۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے ہمارے ساتھی جناب زاہد خان صاحب کے گھر پر حملہ ہوا ہے اور اس میں وہ تو بچ گئے مگر ان کے بھائی زخمی ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحتیاب کرے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر تقریروں کے بجائے sense of the House لیا جائے کہ ہم اس کو condemn کرتے ہیں۔

Discussion on the Resolution for Condemnation

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وسیم سجاد صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد حزب اختلاف): اس میں تو کوئی دو رائے نہیں ہو سکتیں یہ نہایت ہی قابل مذمت اقدام اٹھایا گیا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ ایک تو جس کی نشاندہی کی ہے لیکن ایک بڑے مسئلے کی افراسیاب صاحب نے نشاندہی کی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں اختلاف رائے کی بنیاد پر ایک سنگین قدم اٹھایا جاتا ہے جس سے نظر آتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں کتنی

intolerance ہو گئی ہے۔ اس کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے اور اس کے بارے میں سوچنا چاہیے کہ ہم کس طرف جارہے ہیں، کس بھیانک دور کی طرف جارہے ہیں جہاں پر ہم ایک دوسرے کی بات سننے کو تیار نہیں ہیں۔ جہاں تک اس واقع کا تعلق ہے تو نہایت ہی قابل مذمت ہے۔ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ ہماری تمام تر ہمدردیاں ہمارے بھائی زاہد خان کے ساتھ ہیں اور ہم دعا کرتے ہیں کہ رب العزت ان کے جو لواحقین، رشتہ دار زخمی ہوئے ہیں ان کو جلد صحت عطا فرمائے اور اس کے بارے میں بھی سوچنا چاہیے جس کی نشاندہی افراسیاب صاحب نے کی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ مولانا گل نصیب خان صاحب۔ بخاری صاحب آخر میں آپ اس کو سمیٹیں گے۔ جی۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: شکریہ جناب چیئرمین! یہ واقع اس ایوان کے لیے تو قابل مذمت ہے لیکن میرے لیے اس سے زیادہ دکھ کی بات ہے کہ زاہد خان میرا پڑوسی ہے اور ہم بھائیوں کی طرح وہاں رہتے ہیں۔ یہ انتہائی بزدلانہ کارروائی ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ ایک پرامن معاشرے کے لیے امن کی جتنی ضرورت ہے وہ سب جانتے ہیں لیکن ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ امن قائم کرے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ اس قسم کے واقعات کی تہہ تک پہنچنا اور مجرموں کو پکڑنا اور ان کو سزا دینا یہ باقی معاشرے کے لیے امن کی ضمانت ہوتی ہے۔ میں صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت سے باقاعدہ درخواست کرتا ہوں اس ایوان کے توسط سے کہ اس معاملے کو انجام تک پہنچایا جائے۔ میں زاہد خان صاحب سے ہمدردی رکھتے ہوئے ان کے بھائی کی صحت یابی کی دعا کرتا ہوں اور جمعیت العلمائے اسلام اس واقع کی پرزور مذمت کرتی ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ جناب والا، سینیٹر زاہد خان کے گھر پر حملے کی ہم پرزور مذمت کرتے ہیں جس میں ان کے بھائی زخمی اور ان کے گارڈ شہید ہوئے۔ افراسیاب خان کی باتوں کی تائید کرتے ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ آج جس طرح کی صورتحال بن گئی ہے یہ مختلف ایجنسیوں، اداروں نے حالات ایسے بنائے ہیں کہ اختلاف رائے بھی قبول نہیں ہوسکتا۔ ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں وہ اس کو برداشت ہی نہیں کرتے۔ جناب والا، ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے عوام جمہوریت کے حق میں ہیں، بردباری کے حق میں ہیں

کے حق میں ہیں۔ اختلاف رائے کے لیے کسی پر حملہ کرنا میں ان ہی صاحبان سے Rule of Law عرض کروں گا کہ جو اس طرح کے اقدامات اور مقاصد کا کام کرتے ہیں اس کا سب سے بڑا نقصان ان ہی کو ہوگا۔ پاکستانی عوام پھر بھی جیتیں گے اور وہ اس ملک میں قانون کی حکمرانی لائیں گے۔ جناب والا، میں ایک بار پھر ان کے ساتھ ہونے والے واقعہ کی مذمت کرتا ہوں اور ان کے غم میں برابر کا شریک ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کے زخمیوں کو صحت دے۔ آخر میں عرض کروں گا کہ قدرت پاکستان اور دیر کے عوام کو وہ طاقت دے کہ ایسے کام کرنے والوں کو عوام خود اپنے ہاتھوں سے جہنم میں دھکیل دیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی حافظ رشید صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لوں گا صرف اتنا عرض کروں گا کہ میں اپنی طرف سے، فاٹا کے عوام اور تمام منتخب اراکین کی طرف سے زاہد خان کے گھر پر جو حملہ ہوا ہے اس کی مذمت کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ حملہ اکیلے زاہد خان صاحب پر نہیں ہے یہ آپ سمجھ لیں کہ یہ سینیٹ کے تمام اراکین پر حملہ ہے۔ اس لیے کہ ہم ایک خاندان کی طرح یہاں رہتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ بہت سے ارکین سے میں نے سنا ہے اور خاص کر سینیٹ کے اراکین سے سنا ہے کہ ہمیں دھمکیاں موصول ہو رہی ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ایسا کوئی طریقہ کار وضع ہو جائے کہ ان باتوں کا تدارک ہو سکے کیوں کہ لوگوں کے پاس بڑی بڑی گاڑیاں ہوتی ہیں، اسکواڈ ہوتے ہیں تو آپ کوئی میکنزم بتائیں یا ruling دیں کہ ان کی حفاظت کے لیے کوئی طریقہ کار وضع ہو جائے تو مہربانی ہوگی۔ ایک دفعہ پھر زاہد خان صاحب کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ میں آپ کی طرف ہی آ رہا ہوں۔ جی طاہر مشہدی صاحب۔ مختصر بات کریں، پھر نیر بخاری صاحب سے ان کی بات سننی ہے۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman. I on behalf of MQM and my personal behalf strongly condemn this disastrously and cowardly attack on the House, on one of our most loved and one of the most respectable and shining Senators, my brother Zahid Khan

Sahib. I pray that almighty Allah and I am grateful to the Almighty that He has saved the life of his brother Ayub Khan and his two nephews. This type of attack is to be condemned in the strongest words because it is an attack not only on a wonderful person, not only on a servant of the people, not only on a person who represents the masses of that area and who enjoys great respect in that area but also on the House of very loving and pro people persons and such attack should not take place because in democracy everybody is allowed to have his own opinion, everyone is permitted to enjoy whatever ideology he wants to follow, everybody has the right to represent his own party and that right must be protected by all other parties and all other democracy loving people. We strongly condemn this attack and this tendency which has cropped up in politics to bring violence into politics. This is definitely against the teachings of Bacha Khan and this is against the teachings of all norms, all customs, traditions of the democratic process anywhere in the world. It was a very sad day for Pakistan as a whole. He was not only Zahid Khan Senator's brother he was our brother, the brother of all the Senators and we condemn it and my party condemns it in the strongest terms. I pray to almighty Allah that he will give better health and bring quick recovery to the injured and I pray for the departed soul. Thank you very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! یہ بہت افسوسناک واقعہ ہوا ہے۔ جیسے ہمارے ایک colleague نے کہا، اس میں کسی کا کوئی تحفظ نہیں، ارکانِ پارلیمنٹ ہیں، فاٹا سے اور خاص کر اس region کے لوگ ہیں، حکومت کو چاہیے کہ اس کے لیے کوئی طریقہ کار بنائیں۔ اگر اس طرح لوگوں کے گھر اور خاندان غیر محفوظ رہیں اس لیے کہ وہ یہاں دہشت گردی کی بات کرتے ہیں، تو یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ انہوں نے بڑی بہادری سے اس کا مقابلہ کیا، یہ آج بھی اس واقعے سے پشیمان

نہیں ہیں۔ جو شہید ہوئے، اللہ تعالیٰ ان کو جنت نصیب فرمائے اور ان کے بھائی کو صحت عطا فرمائے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ موجودہ حکومت کی ناکامی ہے۔ اس کے تدارک کے لیے کوئی system بننا چاہیے۔ افسوس کی بات ہے کہ اس واقعے کے ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہوسکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان آج متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کرے کہ اس کے لیے کوئی لائحہ عمل ہونا چاہیے۔

میں ان کے دکھ میں پوری طرح شریک ہوں۔ وہ ہمارے colleague ہیں اور قابلِ احترام ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پوری سینیٹ پر یہ حملہ ہوا ہے، صرف ان پر نہیں ہوا ہے۔

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، میں ایک ضروری مسئلے پر میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ لاہور میں جو امریکی اہلکار۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ علیحدہ مسئلہ ہے، اس پر بحث کریں گے۔ اس کو ابھی اسی تک محدود رکھیں۔ وہ معاملہ ابھی عدالت میں بھی چل پڑا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: یہ قرارداد پاس کریں کہ وہ امریکی اہلکار دہشت گرد ہے۔ اس کو امریکہ نہ بھیجا جائے۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے بدلے ان کو رکھا جائے جب تک وہ واپس نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ پاکستانی عوام کے دل کی آواز آپ نے پیش کی ہے۔ عباس آفریدی صاحب۔

سینیٹر عباس خان: جناب چیئرمین! میں زاہد صاحب کے بھائی پر ہونے والے حملے کی مذمت کرتا ہوں۔ افراسیاب نے جس طرح کہا ہے، ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔ ویسے بھی ہمارے صوبے اور فاٹا میں جو حالات ہیں، اس پر سنجیدگی سے سوچا جانا چاہیے کیونکہ اراکین اکثر ادھر جاتے بھی نہیں ہیں اور جو وہاں جاتے ہیں یا وہاں بیٹھے ہیں، ان کے ساتھ اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں۔ میری request ہے کہ اس پر غور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: غور کیا کیا جائے، آپ کے گھرانے کے ساتھ تو ہوچکا ہے، آپ کے والد اور چچا کے ساتھ۔ وہ بھی ہمیں یاد ہے۔ حافظ رشید صاحب! آپ نے waist coat اتاری ہے، مجھے فکر ہوئی کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ کہیں اللہ اکبر کا وقت تو نہیں آگیا تھا۔ ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں معزز رکن سینیٹ جناب زاہد خان کے گھر پر ہونے والے شرمناک حملے کی مذمت کرتا ہوں۔ اس میں جہاں بہت خوشی ہے کہ زاہد خان صاحب کی قیمتی جان بچ گئی وہیں مجھے اس بات کا افسوس بھی ہے کہ ان کے گن مین شہید ہوگئے ہیں۔ اس شرمناک واقعے کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ زاہد خان صاحب کی حکومت جو کہ صوبہ پختونخوا میں برسراقتدار ہے، میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح باقی صوبوں میں security lapses ہیں، وہیں خیبر پختونخوا میں یہ security lapse ضرورت سے زیادہ ہے۔ وہاں کی حکومت اگر اپنے ہی لیڈروں، اپنے ہی اراکینِ پارلیمنٹ کی، اپنے ہی اراکین صوبائی اسمبلی کی حفاظت نہیں کرسکتی اور اس قدر انتہا تک crime بڑھ گیا ہے کہ اب لوگوں اور پارلیمنٹیرینز کے گھروں پر حملے ہونے لگے ہیں، تو اس طرف صوبائی حکومت اور Central Government کو بھی توجہ دینی چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ ہمایوں خان مندوخیل صاحب۔ مختصر کرتے جائیں کیونکہ پھر نماز کا وقت ہوجائے گا، پھر عشاء، پھر سینیٹرز کا age factor پھر ہمیں تھکاوٹ طاری ہوجاتی ہے۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ زاہد خان صاحب ہمارے ان parliamentarians میں آتے ہی جو کہ ہمارے youngsters اور آنے والی نسل کے لیے role model ہوسکتے ہیں۔ یہاں پر ہر معاملے میں وہ active ہوتے ہیں، چاہے law making ہو یا کچھ بھی ہو۔ Committees میں ہم نے ان کا role دیکھا ہے، وہ قابلِ ستائش ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بہت ہی لمحہ فکریہ ہے کہ ایسے parliamentarian کے گھر پر حملہ ہو، یہ خود بھی وہاں پر ہوسکتے تھے۔ ایسی آوازوں کو خاموش کردیا جائے تو پھر نہ parliament کی ضرورت رہتی ہے اور نہ کوئی جواز بچتا ہے۔

میں ان کے ساتھ ہمدردی کرتا ہوں۔ ان کے بھائی اور ان کے cousins زخمی کیے گئے، مارنے والوں نے تو ان کو اپنی طرف سے مار دیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا، اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے اور ان کا guard جو اس واقعے میں شہید ہوگیا، اس کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ دے۔

اس مسئلے کا ہمیں کوئی حل ڈھونڈنا ہوگا۔ ہماری حکومت نے سنجیدگی سے ابھی تک کوئی خاطر خواہ serious attempt اس سلسلے میں اس طرح سے نہیں کی۔ ہماری پولیس یا فوج والے اپنی کوشش تو ضرور کرتے ہیں لیکن ان کی training دہشت گردی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ law and order کی debate میں یہ سفارشات دیں کہ رحمٰن ملک اس معاملے کو زیادہ time دیں، کراچی سے زیادہ ادھر رہیں اور اس مسئلے کو حل کریں۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: ایک special force قائم کریں جو کہ اس طرح کی دہشت گردی کو counter کرنے کے لیے ہو کیونکہ یہ ہماری پولیس کے بس کی بات نہیں ہے، پولیس کا کام تو صرف بھتہ کھانا اور جرائم پیشہ لوگوں کی سرپرستی کرنا ہے۔ میں ایک مرتبہ پھر سینیٹر زاہد خان کے ساتھ نہایت ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے، ان کے زخمیوں کے لیے صحت یابی کی دعا کرتا ہوں اور شہید کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر سعیدہ صاحبہ۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے میں اپنی طرف سے، اپنی پارٹی کی طرف سے اور خواتین کی طرف سے بھی سینیٹر زاہد خان کے حجرے پر نہایت بزدلانہ حملے کی شدید مذمت کرتی ہوں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس ملک میں ایسا وقت آگیا ہے کہ اختلاف رائے کی گنجائش نہیں ہے، اپنی سوچ رکھنے کی گنجائش نہیں ہے اور اپنی مرضی کا عمل رکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ زاہد خان اور ان کے بھائی کو بھی میں جانتی ہوں کہ یہ لوگ انتہائی بے باک اور نڈر لوگ ہیں۔ ایسے لوگ اگر ملک میں نہیں ہوں گے، تو اس کا مطلب ہے کہ اس ملک کی survival کا مسئلہ ہوجائے گا، اس ملک کے عوام کو بڑی مشکلات ہوں گی۔ ہمارے ہاں ایسی روش چل نکلی ہے کہ ایسے لوگوں کو برداشت نہیں کیا جارہا۔ میں آپ کے اور میڈیا کے توسط سے سب لوگوں سے گزارش کرتی ہوں کہ اپنے اندر برداشت پیدا کریں اور اپنے اندر اتنی سوچ پیدا کریں کہ اپنی اپنی رائے رکھتے ہوئے، اپنے دائرہ کار میں عمل کریں اور کوئی دوسرا اگر ایک بڑی سیاسی سوچ رکھنے والا شخص، سیاسی طریقے سے کام کررہا ہے، تو اس کے ساتھ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو پھر یہ معاشرہ بہت غلط طریقے پر چل نکلے گا۔ میں زاہد خان کے بھائی اور ان کے cousins کے لیے دعا گو بھی ہوں اور اس علاقے کے لوگوں کو بھی خراجِ تحسین پیش کرتی ہوں جو ان کے ساتھ کھڑے ہیں۔ میں دعا کرتی ہوں کہ آئندہ ہمارے کسی ساتھی اور اس ملک کے کسی شہری کے ساتھ ایسا نہ ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ میڈم کلثوم پروین صاحبہ۔ میڈم ثریا امیرالدین! آپ اتنی کونے میں چھپ کر بیٹھی ہوئی ہیں، ہماری نظریں ہی آپ پر نہیں پڑتیں۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

جناب چیئرمین! زاہد خان میرے چھوٹے بھائی کی طرح بھی ہے۔ میں اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے ان پر، ان کے گھر اور ان کی فیملی پر حملے کی شدید مذمت کرتی ہوں۔ ان لوگوں نے ہمیشہ strong steps اٹھائے ہیں، میں امید کرتی ہوں کہ ان میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہوگا۔ یہ لوگ اپنی بات، اپنے قول و فعل پر قائم رہنے والے ہیں اور یہ کبھی شرمندہ نہیں ہوئے اپنی بات کہہ کر۔ مجھے امید ہے کہ یہ چیزیں انہیں ڈرا اور دھمکا نہیں سکتیں۔ ہماری پارلیمنٹ کی طرف سے ایک unanimous message جانا چاہیے کہ ہم ان چیزوں کو نہ صرف condemn کرتے ہیں بلکہ ان چیزوں کا حل بھی ہمارے پاس ہونا چاہیے۔ میں زاہد خان، ان کی فیملی اور ان کے بھائی کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مزید کسی آزمائش میں نہ ڈالے۔ آمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: صابر بلوچ صاحب۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب چیئرمین! شکریہ۔ جس تکلیف اور agony سے سینیٹر زاہد خان اور اس کی فیملی گزر رہی ہے اور گزری ہے، اس کو ہم سب محسوس کرتے ہیں اور سینیٹ کے تمام اراکین اس تکلیف میں اس کے ساتھ ہیں۔ جناب والا! دنیا جانتی ہے، سب لوگ جانتے ہیں، ہم جانتے ہیں، آپ بھی جانتے ہیں کہ ملک میں جس دہشت گردی کی وبا پھیلی ہوئی ہے، صدر زرداری صاحب اور پیپلز پارٹی کی حکومت نے جس بہادری سے اس کا مقابلہ کیا، میں زاہد صاحب کو ذاتی صورت میں اور اے این پی اور اے این پی کے لیڈر اسفند یار ولی صاحب کو، سب کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے صدر آصف علی زرداری اور پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے دہشت گردی کے خلاف جو movement شروع کی ہے، یہ انتہائی بہادری کے ساتھ، انتہائی دانشمندی کے ساتھ اور ایک انتہائی courageous movement تھی لیکن ظاہر ہے کہ اس قسم کی چیزوں میں تکلیفیں بھی آتی ہیں۔ میں زاہد صاحب کے ساتھ جن کو یہ تکلیف پہنچی ہے، جن کے ساتھ یہ واقعہ رونما ہوا ہے، اظہارِ ہمدردی کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ اس ملک سے دہشت گردی کا خاتمہ ہوگا اور جو خواب انہوں نے دیکھا ہے، انشاءاللہ ایک دن وہ پورا ہوگا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: صالح شاہ صاحب۔ مختصر بات کرتے جائیں کیونکہ آگے بھی بڑھنا ہے۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! ہمارے قابل قدر سینیٹر جناب زاہد خان صاحب کے گھر پر جو حملہ ہوا ہے، میں اس کی پرزور مذمت کرتا ہوں اور دل کی گہرائی سے اس غم میں ان کے اور ان کی فیملی کے ساتھ شریکِ غم ہوں۔ یہ غیر اسلامی اور غیر شرعی عمل ہے۔ عام پاکستانی شہری پر اور ان کے گھروں پر حملے ہونا، یہ بالکل غیر شرعی عمل ہے، غیر اسلامی اور غیر اصولی عمل ہے۔ زاہد خان صاحب موجود ہیں، وہ ہمارے ایک بے باک اور قابل قدر parliamentarian ہیں۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ فی الوقت تمام parliamentarians غیر محفوظ ہیں۔ آئندہ بھی اسی طرح کے واقعات و حادثات کا امکان ہے کہ جو parliamentarians پاکستان کے لیے قابل فخر ہوں، ان کے گھروں پر بھی حملے کیے جا سکتے ہیں، ان کی ذات پر بھی حملے کیے جا سکتے ہیں۔ میں اس floor سے مرکزی اور صوبائی حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہمارے ان قابل قدر parliamentarians کے لیے تحفظ کے طریقہ کار کو واضح کیا جائے تاکہ ہمارے یہ parliamentarians اپنے علاقوں میں، اپنے حلقوں میں آسانی سے آجا سکیں۔ آج صورت حال یہ ہے کہ parliamentarians اپنے حلقوں میں نہیں جا سکتے، وہاں پر ان کے اہل خانہ اور ان کے عزیز و اقارب رہ رہے ہیں، وہ بھی غیر محفوظ ہیں۔ جناب والا! ہمارے تمام parliamentarians خصوصاً ہمارے خیبر پختونخوا کے parliamentarians کے لیے تحفظ کے طریقہ کار کو واضح ہونا چاہیے تاکہ ہمارے یہ ممبران محفوظ ہوں اور آئندہ کے لیے ایسے حالات پیش نہ آئیں۔ جیسا کہ حافظ رشید صاحب نے فرمایا کہ یہ حملہ زاہد خان صاحب پر نہیں ہوا ہے بلکہ یہ ہمارے پورے ایوان پر حملہ ہے۔ ہم مایوسی کا شکار ہیں۔ جناب والا! میری گزارش ہے کہ ان ممبران کے لیے آئندہ کوئی محفوظ طریقہ کار ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ ثریا امیر الدین صاحبہ۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: جناب چیئرمین! ہمارے بھائی زاہد خان صاحب کے گھر پر جو حملہ ہوا ہے، ان کے بھائیوں کو زخمی کیا گیا ہے اور ان کا security guard مارا گیا ہے، میں اس کی پر زور مذمت کرتی ہوں، ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارے سینیٹروں کو حفاظت کی ضرورت ہے، ان کا خیال کیا جانا چاہیے تاکہ آئندہ اس طرح کی حرکتیں نہ ہو سکیں۔ جب ہمارے ایک اتنے مشہور سینیٹر کے گھر

پر حملہ ہو سکتا ہے تو ہم پر بھی کسی بھی وقت حملہ ہو سکتا ہے، ہماری بھی باری آسکتی ہے، اس لیے میں اس کی بہت زیادہ مذمت کرتی ہوں اور میرا یہ مؤقف ہے کہ ایسے واقعات نہیں ہونے چاہییں۔ جتنے بھی پاکستانی ہیں، ان میں قوت برداشت ہونی چاہیے، وہ دوسروں کی رائے کو سن سکیں، دوسروں کی آرا کو سمجھ سکیں۔ لوگوں کے گھروں میں گھس کر مارنا اور خاص طور پر زاہد خان کے گھر میں گھس کر ان پر حملہ کرنا قابل مذمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ زاہد خان صاحب بچ گئے۔ وہ ہمارے بھائی ہیں، ہمارے ساتھی ہیں، ہم ان کے لیے خوشی کا اظہار بھی کرتے ہیں کہ ان کی جان سلامت رہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کے بھائی کے زخمی ہونے اور ان کے security guard کی ہلاکت پر افسردہ بھی ہیں۔ ہم ان کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے بھائی کو جلد از جلد شفا دے اور زاہد خان کو ہمت دے کہ وہ ایسے واقعات کو خوش اسلوبی سے نبھا سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: حاجی لشکری رئیسانی صاحب۔

سینیٹر نوابزادہ میر حاجی لشکری رئیسانی: شکریہ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے زاہد خان صاحب کے گھر پر جو حملہ ہوا ہے، اس عمل کی شدید مذمت کرتا ہوں۔ ہمارے ہاں پشتون بلوچ دونوں میں ایک کہاوت ہے کہ اگر آپ ایک مرد کو مارتے ہیں تو ایک جگہ خالی ہوتی ہے اور اگر آپ روایت توڑتے ہیں تو شہر برباد ہوتے ہیں۔ ہمارے اور آپ کے قبائل میں گھر جہاں عورتیں، بچے رہتے ہیں، وہ بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے، اس کو بہت مقدس سمجھا جاتا ہے۔ دشمن اپنی دشمنیاں سو سال بعد بھی سڑک پر، کسی پہاڑ پر نبھاتے ہیں، گھروں پر کبھی بھی حملہ نہیں ہوا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یقیناً security guard کا کام تھا کہ وہ اس گھر کا دفاع کرے، ہمیں افسوس ہے۔ زاہد خان صاحب کے بھائی زخمی ہوئے، ہمیں افسوس ہے مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے روایت شکنی کی ہے، جس گھر میں عورتیں اور بچے تھے، اس پر حملہ کیا گیا ہے، وہ لوگ قابل نفرت ہیں۔ ہمارے معاشرے کو علی الاعلان ایسے روایت شکن لوگوں سے نفرت کا اظہار کرنا چاہیے۔ ہمارے political process میں یقیناً کہیں نہ کہیں خلا ہے جس کی وجہ سے ایسے لوگ ہمارے سماج میں آ کر جگہ بنا لیتے ہیں اور دہشت گردی کے ذریعے بالادستی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں بھی اپنی صفوں میں جو خلا ہے، اس کو ختم کرنا ہے۔ ہم نے political process کو شفاف انداز میں آگے لے کر جانا ہے تاکہ عوام کا اعتماد ہم پر قائم ہو۔ ہم سب کو افسوس ہوا ہے مگر ہمارے فرائض ہیں کہ political process کو شفاف انداز میں آگے لے

جائیں تا کہ ہم سیاسی طریقے سے دہشت گردوں کو شکست دیں۔ میں آخر میں دوبارہ دہشت گردوں کی بھر پور انداز میں مذمت کرتا ہوں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ حملہ زاہد خان صاحب کے گھر پر نہیں ہوا ہے بلکہ یہ حملہ ہر شریف پاکستانی سیاسی ذہن رکھنے والے شخص کے گھر پر حملہ ہوا ہے۔ اس کا بھرپور جواب دینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ صلاح الدین ڈوگر صاحب۔

سینیٹر ملک صلاح الدین ڈوگر: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں زاہد خان صاحب کے گھر پر حملے اور اس کے نتیجے میں ان کے security guard کی شہادت، ان کے بھائی کے زخمی ہونے پر اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے پرزور مذمت کرتا ہوں کہ یہ بزدلانہ حملہ ہے۔ یہ حملے ان لوگوں پر کیے جا رہے ہیں جو پاکستان کا دفاع کر رہے ہیں، جو پاکستان کی سالمیت چاہتے ہیں، جو پاکستان کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ میں زاہد خان صاحب کو، ان کی پارٹی اور ان کے پارٹی لیڈر کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان حالات میں بھی ان کی پارٹی دہشت گردوں کے مقابلے میں کھڑی ہے اور دہشت گرد اس پاکستان میں جو کچھ کرنا چاہتے ہیں یہ پارٹی ڈٹ کر اس کا مقابلہ کر رہی ہے۔ ہمیں اس کی مذمت کرنی چاہیے، ہمیں اس ایوان کے forum پر بھی اس کی مذمت کرنی چاہیے، حکومت کو بھی کرنی چاہیے، ہر اس محب وطن شہری کو کرنی چاہیے جو اس پاکستان کو قائم و دائم رکھنا چاہتا ہے۔ میں دلی طور پر بھی زاہد خان سے افسوس کرتا ہوں اور جو شہید ہوئے ہیں ان کے لیے دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ رحمت اللہ کاکڑ صاحب! آپ مختصراً بات کرنا چاہتے تھے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: شکریہ جناب چیئرمین! JUI کی طرف سے تو مولانا گل نصیب خان صاحب نے زاہد خان صاحب کے بھائی کے زخمی ہونے کے بارے میں مذمتی الفاظ کہے ہیں، یہی پوری جمعیت کا مؤقف ہے اور جو ہلاک ہو گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ چاروں صوبائی حکومتوں کے لیے لمحہ فکریہ نہ صرف parliamentarians کے دفاع کا ہے بلکہ law and order کے حوالے سے بھی میری یہ گزارش ہے کہ اس پر کڑی نظر رکھی جائے اور جو سماج دشمن عناصر ہیں یا تخریب کار ہیں، ان سے آہنی ہاتھوں سے نمٹا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ نیر بخاری صاحب! آپ اختتامی الفاظ کہیں گے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری (قائد ایوان): شکریہ جناب چیئرمین! جو واقعہ زاہد خان صاحب کے آبائی گھر پر رونما ہوا اور جس کے بارے میں اس ایوان میں جتنے بھی ممبران نے گفتگو کی، تمام نے اس کی شدید مذمت بھی کی ہے۔ میں اپنی پارٹی کی جانب سے اس واقعے کی مذمت بھی کرتا ہوں اور یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زاہد خان صاحب نے اپنی political party کے platform سے ہمیشہ اس ملک میں جمہوریت کے لیے اور جمہوری اداروں کے لیے جدوجہد کی۔ جو حملہ آور ان کے گھر میں داخل ہوئے وہ ایک سائل کی حیثیت میں گئے اور انہوں نے یہ واقعہ رونما کیا۔ ہمیں زاہد خان صاحب کے ساتھ ہمدردی ہے۔ ان کے بھائی جو شدید زخمی ہوئے، رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ان کو جلدی صحت یاب کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پارلیمان میں اس ملک کی جو political forces موجود ہیں ان تمام نے اس واقعے کی شدید مذمت بھی کی اور اپنے ردعمل کا اظہار بھی کیا۔ جہاں وہ لوگ جو سوچ کو دبانا چاہتے تھے جب وہ اس سوچ کو ان جمہوری لوگوں کے ذہنوں سے نکال نہیں سکے تو physically eliminate کرنے کا ایک راستہ اختیار کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جو اس ایوان میں گفتگو ہوئی اور جس انداز میں اس واقعے کی مذمت کی گئی یہ ان لوگوں کے لیے ایک پیغام ہے جو اس ملک میں جمہوریت کے خلاف کام کرنا چاہتے ہیں، جو اس ملک میں جمہوریت کو ناکام کرنا چاہتے ہیں، جو اس ملک میں لاقانونیت پھیلانا چاہتے ہیں میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تمام political forces آج بھی متحد ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی متحد رہیں گی۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ زاہد خان صاحب کے ساتھ ایک دفعہ پھر ہمدردی کا اظہار بھی کرتا ہوں اور ہماری یہ کوشش بھی ہوگی کہ جو صوبائی حکومت اس معاملے کی تحقیقات کر رہی ہے ان کو جہاں بھی وفاقی حکومت سے کسی قسم کی assistance کی ضرورت پڑے گی تو وفاقی حکومت وہ assistance provincial government کو extend کرے گی۔ Thank you very much.

Mr. Deputy Chairman: We move now to Privilege Motions.

تحریک استحقاق بہت سے honourable members کی آئی ہوئی ہیں۔ پہلے جو مشترک ہیں وہ لے لیتے ہیں۔ ان میں ایک Privilege Motion کے movers سینیٹر افراسیاب خٹک صاحب،

میڈم نیلو فر بختیار صاحبہ، ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان صاحب، اسحاق ڈار صاحب اور وسیم سجاد صاحب ہیں جن میں ان کی ڈگریوں کے معاملات اٹھائے گئے ہیں۔ افراسیاب خٹک صاحب آپ کچھ کہہ دیں on behalf of all.

Privilege Motion: The News Item about Fake Degrees

سینیٹر افراسیاب خٹک: جناب چیئرمین، جیسا کہ اس معزز ایوان کے معزز اراکین کو علم ہے کہ پچھلے دنوں میڈیا پر ایسی خبریں چلائی گئیں جن میں اس ایوان کے معزز ممبران اور قومی اسمبلی کے بعض معزز اراکین کے بارے میں دعویٰ کیا گیا کہ ان کے کاغذات نامکمل ہیں اور ان کی ڈگریاں مشکوک ہیں۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بہت سے لوگوں نے پارلیمنٹ پر حملہ کرنے کو ایک فیشن بنا لیا ہے اور ان کا مقصد یہی ہے کہ اس پارلیمنٹ کو کسی نہ کسی طریقے سے بدنام کیا جائے اور اس کی ساکھ کو نقصان پہنچایا جائے۔

جناب والا! آپ نے جن معزز اراکین کے نام لیے وہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ پاکستان کی جانی پہچانی شخصیتیں ہیں اور اپنے اپنے شعبوں میں ان کا کام ہے، قومی زندگی میں ان کا contribution ہے اور ساری دنیا کو پتا ہے کہ وہ کن کن راستوں سے گزر کر یہاں تک پہنچے ہیں۔

جناب والا! میں اپنی مثال دیتا ہوں کہ میں technocratic seat پر یہاں کامیاب ہوا ہوں اور کاغذات اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے تھے جب تک ساری اسناد مکمل نہیں تھیں۔ لہٰذا ہم نے الیکشن کمیشن میں اپنی ساری اسناد جمع کروائی ہیں اور وہ وہاں موجود ہیں لیکن اگر انہوں نے اسناد کو دیکھنے کی بجائے ایوان کے خلاف پروپیگنڈے کو اپنا شعار بنایا ہے تو میں سمجھتا ہوں اس سے اس معزز ایوان کے اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لیے میں تجویز پیش کروں گا اور آپ سے درخواست کروں گا کہ اس کو Privilege Committee کے پاس بھیجا جائے تاکہ واقعے کی پوری چھان بین کی جا سکے اور اس کے بعد فیصلہ دیا جا سکے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس کے علاوہ اور بھی Privilege Motions pending ہیں۔ سینیٹر سواتی صاحب آپ کا Privilege Motion ہے۔ پہلے میں ایک subject والا tackle کر لوں پھر اس کے بعد سواتی صاحب آپ کر لیجئے گا۔ Leader of the House آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: گزارش یہ ہے کہ یہ Privilege Motion بلاشبہ جن honourable members نے move کیا، بغیر تحقیقات کے اگر کسی ادارے نے اس کو announce بھی کیا یا اس کو publish بھی کیا اور اس کے اثرات کو دیکھے بغیر اس قسم کی خبر شائع کی گئی اور اس بات کو flash کیا گیا۔ یہ honourable members کی reputation کو بڑا injure کرتا ہے اور ان کی feelings کو میں سمجھتا ہوں کہ جن ممبران نے یہ privilege motion دیا وہ بڑے honourable members ہیں۔ ویسے وسیم سجاد صاحب پچھلے 35,40 سال سے practicing lawyer ہیں۔ ان کو کون نہیں جانتا کہ وہ سینیٹ کے چیئرمین رہے ہیں اور Rhodes scholar ہیں اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کس بنیاد پر یہ کہہ دیا گیا کہ ان کی ڈگری fake ہے۔ اسی طرح باقی honourable members بھی ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: Leader of the Opposition in the National Assembly also.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اس بات کی پوری تحقیقات ہونی چاہیے اور جو لوگ responsible ہیں in accordance with the law ان کے خلاف proceed کرنا چاہیے۔ یہ ایک مذاق بن گیا ہے کہ فلاں کی ڈگری جعلی ہے بھئی جو nomination papers کے ساتھ requirement تھی اگر اس وقت اعتراض نہیں آیا جبکہ الیکشن کمیشن کے لوگ ہی وہاں بیٹھے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ Privilege Motion بالکل in order ہے اور اس کو متعلقہ Standing Committee کو refer کیا جائے اور ان تمام لوگوں کو بلایا جائے اور اس کی مکمل تحقیقات کے بعد rules کے مطابق ان کے خلاف proceed کیا جائے۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you, I hold the motion in order and the same is referred to the Committee on Rules of Procedure and Privileges. Next, Azam Swati Sahib on a Privilege Motion:

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Thank you very much, Mr. Chairman, I have moved a Motion where the privilege of a Senator has been breached under Rule 61 and it

basically complies with all the substance of Rules 62, 63, 64 and 65. If you would allow me, I will go ahead and read all the facts which would describe that the privilege has been breached.

Mr. Chairman, I called M.D. Utility Stores Corporation, Pakistan, Mr. Arif Khan, left the message about three weeks ago on my telephone number with his Secretary at his office. I called at noon again and left message. In the afternoon I called again and left a detailed message. I did not get any response.

The very next day, I sent a Fax which is attached herewith to Mr. Arif Khan asking for certain information pertaining to the Utility Stores in which letter I have expressed that I am not seeking any job. All I am asking corruption in the Utility Stores as in many other state Corporations should be immediately stopped. I told him that including profit and loss statement indeed be furnished for the last four years but again no heed was paid.

On January 22, 2011 one Mr. Sultan told me that they are arranging a briefing about Utility Stores Corporation. I told him to provide the requested information first before any such briefing. Despite all of this the M.D. Utility Stores Corporation never bothered to speak to me personally or provide the required information.

Now is the time that we must stop loot and plunder wherever we find. Our economic situation is so precarious that we cannot sustain such corruption, incompetence and mismanagement in the State run corporations.

I am in this House, one of the members already said it, Mr. Chairman, 12 billion rupees every year are going in vain which is the property of the people of Pakistan and we as a member of the august House are representing the people of Pakistan. So, this would be the third case which is heading toward the Supreme

Court. The first was Hajj, second Reko Diq and third is going to be Utility Stores. So, we can stop corruption right from its source.

Now, as a Member of Parliament it is my right to ask for information that may be of public importance and the government functionaries are required to assist public representatives in such matters but not providing me the required information, Mr. Arif Khan has breached my privilege as a member of the House.

I therefore, move that the motion be held in order and matter be referred to the Standing Committee on Privileges. I am seeking help from the Leader of the House. Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Deputy Chairman: The matter is referred to the Privileges Committee.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Thank you very much sir.

Mr. Deputy Chairman: Zahid Khan Sahib, will you please move your motion?

سینیٹر محمد زاہد خان: میں بعد میں تحریک استحقاق پیش کروں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اسمٰعیل بلیدی صاحب کا کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی کے متعلق privilege motion ہے۔ راجہ صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ راجہ صاحب بھی جتنے کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی سے خوش ہیں، اس کا ہمیں اندازہ ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میں راجہ صاحب کا بوجھ ہلکا کر رہا ہوں کیونکہ یہ بھی چاہتے ہیں اور سیکریٹری واپڈا بھی چاہتے ہیں کہ Privileges Committee میں بندے کو بلایا جائے۔ جناب والا! دس اگست کو میں کراچی گیا تھا، اس سے پہلے بھی میں نے ایک دو مرتبہ کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی کو ایک چھوٹے سے کام کے حوالے سے ایک خط لکھا تھا، وہاں ایک بندہ کام کر رہا تھا، اس کا حق بھی بنتا ہے لیکن انہوں نے جواب نہیں دیا۔ پھر ایک مرتبہ دس اگست کو وہاں فون

کر کے جب میں ان کے دفتر کے گیٹ پر گیا تو وہاں مجھے روکا گیا- میں نے اپنا تعارف کرایا اور ان کے پی اے سے بات کی کہ میں سینیٹر اسمٰعیل بلیدی ہوں اور آپ کو ملنے کے لیے آیا ہوں تو اس نے کہا کہ میں مصروف ہوں میرے پاس کوئی وقت نہیں ہے کہ میں آپ سے ملاقات کروں- پھر میں نے یہاں وزیر صاحب کے پی اے سے رابطہ کیا، اس نے کہا کہ وزیر صاحب کمیٹی روم میں میٹنگ میں ہیں- میں نے کہا کہ ان کو میرا پیغام دے دیں تو شاید انہوں نے بھی رابطہ کیا اور آدھے گھنٹے کے بعد مجھے یہ جواب ملا کہ آپ آسکتے ہیں لیکن میں احتجاجاً نہیں گیا، میں نے کہا کہ آپ نے مجھے آدھا گھنٹہ روکا تھا اور اس نے جناب صرف مجھے نہیں، یہ افسر نہ وزیر کی بات مانتا ہے، نہ وزیراعظم کو مانتا ہے- یہ کوئی تابش ہے، بلا ہے، وہ کہتا ہے کہ یہ نیم سرکاری ادارہ ہے، میں کسی کا کوئی پابند نہیں ہوں- جناب والا! کوئی بھی ادارہ، خواہ وہ پرائیویٹ ہو، وہ پاکستان میں کام کرتا ہے، جو عوام کا نمائندہ ہوتا ہے اس کو وہ ملنے کا پابند ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں وزیر صاحب سے بھی ملا اور میں نے وزیر صاحب کو اگست میں خط لکھا، مجھے افسوس ہے وزیر صاحب میرے بڑے مہربان دوست ہیں لیکن مجھے ان سے بھی شکایت ہے کہ انہوں نے مجھے کوئی گھاس نہیں ڈالا اور مجھے خط کا جواب بھی نہیں دیا اور نہ مجھے بتایا کہ میں نے اس بندے سے رابطہ کیا ہے تو اس لیے میں کہتا ہوں کہ جناب والا! آپ اس معاملے کو کمیٹی میں بھیجیں تاکہ وزیر صاحب کا بوجھ بھی ہلکا ہو اور وہ محکمہ بھی اس بندے سے بیزار ہے، اس کو طلب کیا جائے- یہ تابش کس عہدے پر ہے، پورے کراچی والوں کو اس نے عذاب میں ڈالا ہوا ہے، وہ فرعون کی طرح رہتا ہے کسی کی بات نہیں سنتا- میں سمجھتا ہوں کہ وزیر صاحب اس معاملے کی مخالفت نہیں کریں گے آپ مہربانی کر کے اس معاملے کو کمیٹی میں بھیجیں اور اس کو بلائیں تاکہ ہم اس کو سمجھائیں کی ممبر آف پارلیمنٹ یا سینیٹر کی کیا حیثیت ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: بخاری صاحب! آپ جواب دیں کیونکہ بلیدی صاحب نے کہا ہے کہ وہ صاحب منسٹر صاحب کی بھی نہیں سنتے، اس کا ازالہ کر دیں-

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اس issue کو کمیٹی میں بھیج دیں-

Mr. Deputy Chairman: The matter is referred to the Privileges Committee.

مندوخیل صاحب! آپ کے ڈگری والے معاملہ کمیٹی کو میں بھیج دیا ہے۔ ہمارے آنریبل ممبرز کے بارے میں انہوں نے مسئلہ اٹھا دیا ہے، وسیم سجاد صاحب Rhodes Scholar ہیں، ان کو تسلیم نہیں کیا جاتا، آپ اپنے field کے expert ہیں، آپ کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔ بابراعوان صاحب، ساری دنیا جانتی ہے کہ وہ practising lawyer ہیں، ان کو accept نہیں کیا جاتا۔ افراسیاب خٹک کو تسلیم نہیں کیا جاتا، ہم میں سے کسی کو بھی accept نہیں کیا جاتا تو پھر ظاہر ہے کہ کمیٹی میں ہم جائیں اور کہیں کہ ہمیں کیوں تسلیم نہیں کیا جاتا۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: جناب والا! اس سال سینیٹ کے الیکشن کے وقت صدر مملکت نے یہ ڈگری کی شرط ختم کی تھی۔ اس کے باوجود ہمیں بدنام کرنے کے لیے روزانہ اخبارات میں آرہا تھا، جب یہ شرط ہے ہی نہیں صدر صاحب نے ختم کر دی ہے تو کس لیےوہ بلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پھر دیکھیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پارلیمنٹیرنز کی بدنامی کی value بہت ہے۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: جناب والا! انہوں نے سارے Parliamentarians کو بدنام کیا ہے، کس کو چھوڑا ہے۔ ہر اخبار میں، ٹی وی میں، جہاں بھی جائیں، دکاندار پوچھتے ہیں کہ آپ کی ڈگری کا کیا ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ مشہدی صاحب۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, my request to you is that the Minister for Water and Power is here and I have calling attention notice pending regarding the electricity problem of Balochistan. I had put a calling attention notice 7, 8 days back when 18 hours of load-shedding was taking place in Balochistan and in the rural areas 18 to 20 hours and in the cities 8 to 10 hours. Sir, Balochistan happens to be a part of Pakistan and our Baloch brothers happen to be Pakistanis. I don't think that the honourable Minister realizes that they are Pakistanis and as Pakistanis, they have equal rights as anybody else and they should be provided electricity just like anybody else. Now, promises

do provide electric bulbs in the houses. Promises do not provide electricity to our women, to our children and to the suffering masses. What we want is, a categorical statement from the honourable Minister that when will he stop this step motherly treatment to Baloch populace? When will Balochistan start getting the electricity that it deserves and it has the right to? Why it has not been getting it and why they continue to suffer untold miseries just because of lack of electricity and they used to have the electricity, it is not that it is something new, that electricity exists, it has been provided to those people before but now they are being deprived of it and they are living in perpetual darkness in extreme misery and nobody is looking to that province. I would like the honourable Minister to tell us that what steps he has taken, what steps he is going to take to provide some measures of justice to the people of Balochistan. Thank you sir.

Mr. Deputy Chairman: Mir Hazar Khan Bijarani.

میر ہزار خان بجارانی (وزیر صنعت و پیداوار): جناب والا! میں صرف دو الفاظ کہوں گا۔ میرے آنے سے پہلے یوٹیلٹی سٹور والا معاملہ کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے، we respect that decision. سواتی صاحب ہمارے respectable بھائی ہیں، میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں لیکن جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہے، just on a point of clarification that انہوں نے جو انفارمیشن مانگی تھی، نہ صرف وہ انفارمیشن ان کو دینے کے لیے تیار ہیں بلکہ ہم تو ان کو ایک full fledged briefing بھی دینے کے لیے تیار ہیں تاکہ وہ آئیں، بیٹھیں، ہماری رہنمائی کریں، ہمیں بتائیں اگر Utility Stores Corporation میں کوئی flaws or problems ہیں، ہم تو اسے درست کرنے کے لیے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اپنے بھائی سے گزارش کروں گا بلکہ یوٹیلٹی سٹورز کارپوریشن کے سلطان صاحب ان کے گھر بھی گئے تھے، انہوں نے ان کو ساری چیزیں بتائی تھیں۔ آج بھی ہم بتانے کے لیے تیار ہیں اور کمیٹی میں بھی بتانے کے لیے تیار ہیں۔ As such ہماری کوئی contradiction نہیں ہے۔ ہم دونوں کا مقصد یہی ہے کہ ہم اس کی کارکردگی کو بہتر کریں۔ اگر اس پر کوئی تجاویز ان

کے پاس ہیں we are ready to accept those suggestions and we are ready to cooperate and we are ready to try and improve the functioning of Utility Stores Corporation ویسے آج کل سواتی صاحب ہم سے ناراض ہیں تو ہم ان کو راضی کر لیں گے، مسئلہ کوئی نہیں ہے۔ شکریہ۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب والا! میں کیسے ناراض ہو سکتا ہوں۔ اگر میں بجرانی صاحب سے ناراض ہوں تو میں پاکستان کے لوگوں سے ناراض نہیں ہوں، میں اپنے ملک سے ناراض نہیں ہوں۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ کرپشن ختم ہو۔ اگر تین ہفتے پہلے، جب میں نے یہ بات کی ہے، یہ ساری چیزیں مجھے provide کی جاتیں اور بار بار کے ٹیلی فون پر، سلطان صاحب بھی میرے پاس آئے تھے، میں نے اپنی تحریک استحقاق میں باقاعدہ طور پر ان کا ذکر کیا ہے اور ان کو ایک ہفتہ یا دس دن پہلے request کی تھی کہ آپ مجھے یہ information provide کر دیں which I had a privilege to have that information. سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اگر یہ میری گزارش کو مان لیں، استحقاق کمیٹی کے پاس تو یہ معاملہ چلا گیا، اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ اگر آپ ڈار صاحب کی کمیٹی کے سامنے پیش کر دیں کیونکہ بہت سارے قومی اسمبلی کے ممبر یہ ثابت کریں گے کہ اس میں دس ارب روپے پاکستان کی اس وقت کرپشن ہو رہی ہے۔ اس میں کچھ مسلم لیگ (ن) کے لوگ interested ہیں اور باقی ساری جماعتوں کے لوگ جو کرپشن کے خاتمے کے لیے آواز اٹھا رہے ہیں بلکہ ایک سینیٹر نے تو یہاں تک کہا کہ اگر کوئی آدمی اس وقت دس ارب روپے میں پاکستان کی حکومت کو lease پر لینے کے لئے تیار ہے تو پھر نقصان کس بات کا اور profit ہو رہا ہے تو نام نہاد ہو رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے مفادات، میرے اور وزیر صاحب کے مفادات جو ہیں وہ ملک کے لئے مشترک ہیں۔ ان کو چاہیے کہ Privilege Committee کے ساتھ ساتھ اگر یہ مہربانی کریں کہ ہماری سینیٹ کی کمیٹی جو ڈار صاحب کی نگرانی میں کام کر رہی ہے، ڈار صاحب بڑے معتبر اور معزز ہیں ان کے پاس بھی بھیج دیں اور یہ expert بھی ہیں۔ ابھی یہ کہہ دیں کہ بجائے مجھے دینے کے directly ڈار صاحب کی کمیٹی کو بھیج دیں تو میرا یہ خیال ہے کہ ہمارا وقت بھی بچ جائے گا اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ ہم یہ ثابت کریں گے کہ ملک پاکستان کو جس طریقے سے ہڑپ کیا جا رہا ہے۔ آج میرے ملک کا سب سے بڑا خزانہ ریکوڈک کوڑیوں کے داموں بک رہا ہے اس لئے آج میرے بلوچی بھائی چیخ رہے ہیں۔ میرے ملک پاکستان کے لوگ چیخ رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کرپشن کو ختم کر کے

رہیں گے۔آئیں، ہم سب مل کر کام کریں۔ جب میں وزیر تھا تو میں نے دو مرتبہ کابینہ کی کمیٹی میں یوٹیلٹی سٹورز کا مسئلہ اٹھایا تھا۔ وزیر صاحب اس بات کا گواہ ہیں۔ میں نے باقاعدہ طور پر کہا تھا کہ وزیر اعظم صاحب میں آپ کو بریفنگ دینے کے لئے تیار ہوں لیکن وزیر اعظم صاحب نے میری بات پر کوئی توجہ نہیں دی اس لئے کہ وہ[1](XXXXX)۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، ایسا نہیں ہے۔ اس کو چھوڑیں۔ وہ کمیٹی کا علیحدہ مسئلہ ہے۔ بس کمیٹی میں یہ clarification ہو جائے گی۔ Privileges Committee کے پاس چلا گیا ہے۔

میر ہزار خان بجارانی: Privileges Committee میں ہم جائیں گے اور وہیں پر ساری صورتحال پر بحث ہو گی۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اگر منسٹر صاحب کو اعتراض نہ ہو تو ڈار صاحب کی کمیٹی کو آپ بھیج دیں کیونکہ وہ کمیٹی اس کو deal کرے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی Privileges Committee میں چلا گیا ہے۔ ایک طرف تو جانے دیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! Privilege Committee میں breach کا ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: بطور Parliamentarian ہم سب کی عزت کرتے ہیں۔ Anything against the respect and the honour of Parliamentarian وہ میں حذف کرتا ہوں۔ وہ بھی Parliamentarian ہیں اور ہمارے جیسے ہیں۔ ہم نے ہی ان کو elect کیا ہے۔ ہمایوں مندوخیل صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب چیئرمین! آج "دی نیوز" اخبار میں میرے خلاف ایک چار کالم کا بیان چھپا ہے۔ اس میں یہ لکھا ہے کہ Mandokhail stance over Taseer

---

[1] الفاظ بحکم جناب چیئرمین حذف کیے گئے۔

murder condemned یہ Citizen for Democracy ہے انہوں نے چیئرمین سینیٹ کو ایک open letter بھی لکھا ہے کہ آپ کا ایک sitting Senator یہ کہہ رہا ہے۔ اس میں جو بیان مجھ سے منسوب کیا گیا ہے میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ میں نے نہیں کہا۔ نیچے وہ بیان بھی دیا ہوا ہے۔ میں وہ پڑھنا چاہتا ہوں اور جو میں نے کہا ہے وہ بھی میں ایوان کو بتاؤں گا۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے۔ When invited by the Citizen for Democracy to attend the public *chehlum* for the assassinated Governor, Mandokhail replied یعنی میرے بارے میں کہا گیا ہے۔ "He met his fate. This is our religion, you have to accept it or leave Pakistan." جناب! میں نے یہ بات نہیں کی ہے۔ یہ سراسر جھوٹ اور غلط ہے۔ یہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اصل قصہ کیا ہے؟ کچھ دن پہلے یہاں UNDP میں ایک خاتون ہیں ماروی سرمد۔ پتا نہیں کہ ایک جو بھی ماروی ہوتی ہے وہ مجھ سے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ آپ کو لڑ جاتی ہے۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: تو انہوں نے مجھے ایک message کیا کہ جی فلاں دن شہید سلمان تاثیر کا چہلم ہے۔ آپ کو ہم invite کرتے ہیں۔ میرے پاس یہ SMS تو نہیں ہے باقی میں آپ کو دکھا بھی سکتا ہوں جو بھی دیکھنا چاہتے ہیں کمیٹی والے بھی۔ میں نے ان کو reply کیا کہ he is not a Shaheed. ٹھیک ہے۔ میں آپ کو اپنے mobile phone سے پڑھ کر سناتا ہوں۔ یہ ماروی سرمد کا مجھے جواب ہے۔ Well, he is definitely a Shaheed, who gave his life for the path to right of human and against *jahalat.* He was true flag carrier of Prophet Muhammad (PBUH). اس کا میں نے ان کو جواب دیا ہے۔ It is a long جس کو میں own کرتا ہوں۔ میرے پاس ہے جو دیکھنا چاہتے ہیں دیکھ لیں۔ discussion, we will talk it out some time but definitely he is not a Shaheed rather in fact, he was *Gustakh–e–Rasool.* میں on record اس کو کہتا ہوں کہ he was a *Gustakh–e–Rasool* اور اگر یہ گستاخ رسول ﷺ نہیں ہیں تو یہاں پر مولانا گل نصیب خان، پروفیسر ساجد میر، سینیٹر پروفیسر خورشید احمد اور مولانا صالح شاہ صاحب، جتنے بھی بیٹھے ہوئے ہیں یہ کہیں کہ یہ شہید ہیں تو پھر ہم بھی ان کے لئے دعائے مغفرت پڑھتے ہیں لیکن گستاخ رسول ﷺ کو شہید کہنا بھی گستاخیٔ رسول ﷺ ہے۔

(اس موقع پر اراکین نے ڈیسک بجائے)

سینیٹر محمد ہمایوں خان: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس خاتون نے باقی سب لوگوں کو بتایا ہے۔ اس کو بھی اس کمیٹی میں طلب کیا جائے اور ان سے کہا جائے کہ انہوں نے میرے خلاف یہ غلط بیان کیوں دیا ہے۔ اگر ان کے پاس اس کا ریکارڈ ہے تو وہ بھی پیش کرے اور اس کو کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس میں ہمیں Leader of the House guide کریں گے۔ میرے خیال میں آپ کی clarification ہو گئی ہے۔ اس کو ادھر ہی رہنے دیں کیونکہ اس میں government functionary نہیں ہے۔ جی. Leader of the House.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جی، وہ private citizen ہے۔ اگر معزز سینیٹر کو اس پر اعتراض ہے تو he can move to the courts. She is not a government functionary. So, we can not take it in Privilege Committee.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، ڈوگر صاحب۔

سینیٹر ملک صلاح الدین ڈوگر: جناب! میری فاضل سینیٹر سے ایک عرض ہے کہ بغیر سوچے سمجھے ہم کسی مسلمان کو گستاخ رسول ﷺ کا لقب نہ دیں۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جو گستاخ رسول ﷺ کو شہید کہتا ہے وہ خود بھی گستاخ رسول ﷺ ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے اپنے point of view کی clarification کر دی۔

سینیٹر ملک صلاح الدین ڈوگر: دیکھیں، شہید ہونا یا نہ ہونا یہ اللہ کو پتا ہے لیکن کسی مسلمان کو بغیر جانچے پرکھے اور بغیر دیکھے ہم کسی کو گستاخ رسول ﷺ کہہ دیں یہ نہ ہمیں اسلام اجازت دیتا ہے، نہ شریعت اجازت دیتی ہے اور نہ علمائے کرام اجازت دیتے ہیں۔ اس لفظ کو اگر آپ حذف کر دیں باقی باتیں سب ٹھیک ہیں۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: لیکن کیوں حذف کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے کہ یہ subject ذرا۔۔۔۔

سینیٹر پروفیسر ساجد میر: بغیر کسی ثبوت کے ہمیں کسی کو گستاخ رسول ﷺ نہیں کہنا چاہیے لیکن ہر مرنے والے کو شہید بھی نہیں کہنا چاہیے۔ میں اس لمبی بات میں نہیں پڑتا لیکن یہ جو کمیٹی میں انہوں نے طلب کیا ہے اس لئے کیا ہے کہ وہ خاتون اس چیز کو ہوا دے رہی ہے اور دوسرا NGOs کو ان کے خلاف اکسا رہی ہے۔ Privilege Motion تو بنتا ہے آپ کمیٹی کو بھیج دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے کہ وہ private person ہے اور government functionary نہیں ہے۔ Government Department ہو یا Government Ministry ہو تو پھر Privileges Committee میں جاتا ہے۔

سینیٹر پروفیسر ساجد میر: جناب! پچھلے سیشن میں مولانا فضل الرحمان کے خلاف جو بیان انصار برنی نے دیا تھا وہ معاملہ Privileges Committee میں گیا ہے۔ Private ہونے کا کیا مطلب ہے؟ Private Citizen ہماری عزت کو اچھال دے تو ہم اس کو کم از کم کمیٹی میں طلب بھی نہیں کر سکتے۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: کل اگر میری جان کو خطرہ ہوتا ہے تو انہی لوگوں سے ہوگا اور اگر میری جان جاتی ہے تو اس میں جائے اس سے اچھی موت مجھے اور نہیں چاہیے۔

(اس موقع پر اراکین نے ڈیسک بجائے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، مولانا صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: شکریہ جناب چیئرمین۔ مندوخیل صاحب نے جو بات کہی ہے یقیناً ایک راسخ العقیدہ مسلمان کو یہی کہنا چاہیے لیکن سوال یہ ہے کہ اس خاتون کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اپنی رائے کو کسی پر مسلط کریں۔ بات تو یہاں یہی ہوتی رہی ہے کہ ہمیں ہر ایک کی رائے کا احترام کرنا چاہیے جبکہ وہ کسی دائرے میں ہو۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا تحریک استحقاق بنتا ہے اور اس طرح کسی کی پوزیشن کو خراب کرنا یا کسی کے ہاتھ میں کوئی اخبار ہے یا کوئی رسالہ ہے وہ جب چاہے کسی کی عزت اچھالے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ضروری ہے کہ اس کی تحریک استحقاق کو منظور کیا جائے اور ایسی شخصیت کو قائمہ کمیٹی طلب کرے اور اس سے جواب طلبی کرے کہ اسے یہ کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اس طرح کی بات کرے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وسیم سجاد صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! Privilege کا جو قانون ہے میں وہ جناب کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ privilege اس کو کہا جاتا ہے کہ ایک سینیٹر کے کام میں رکاوٹ ڈالی جائے۔ مثلاً ایک سینیٹر سینیٹ میں آنا چاہتا ہے راستے میں کوئی رکاوٹ ہے، یا اس کے سرکاری کام میں کوئی رکاوٹ ڈالتا ہے۔ لیکن اگر سینیٹر کی کوئی ایسی چیز ہے جس کا تعلق اس کے official function سے نہیں ہے تو پھر وہ privilege میں نہیں آتا۔ صحیح فرمایا کہ ایک پرائیویٹ خاتون ہے جن کا سرکاری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہوں نے بحیثیت سینیٹر کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی تو یہ privilege نہیں بنتا۔

(اس مرحلے پر ایوان میں اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

سینیٹر پروفیسر ساجد میر: جناب والا! یہ جو وسیم سجاد صاحب نے privilege کو limit کیا ہے میرے خیال میں یہ درست نہیں ہے۔ بے شمار privilege motions ہم یہاں پر دیکھتے رہے ہیں۔ ایک سینیٹر کسی افسر کے پاس جاتا ہے یہ بات نہیں کہ وہ کوئی official کام کرنے گیا ہے، کسی کی سفارش کے لیے گیا ہے، کسی اپنے ذاتی کام کے لیے گیا ہے، وہ اگر اس سینیٹر سے صحیح طریقے سے پیش نہیں آتا، ہم نے کئی privilege motions admit کی ہیں۔ یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ official کام سے آرہا ہے راستے میں اسے روکا گیا یہ کوئی اس کی definition نہیں ہے، اس کا کوئی انداز نہیں ہے۔ بلوچستان میں ایک پولیس والا اگر روکتا ہے، سینیٹر سینیٹ کے اجلاس کے لیے نہیں آرہا، اسے روکتا ہے، بدتمیزی کرتا ہے یہاں پر privilege motion پیش کی جاتی ہے، admit بھی کی جاتی ہے ہمارے پاس بے شمار مثالیں موجود ہیں، ہم اتنے سالوں سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ اگر اجازت نہیں دینا چاہتے یہ آپ کی مرضی ہے لیکن یہ ہمیں نہ پڑھائیں کہ rules کے خلاف ہے۔ یہ ہمیں نہ پڑھایا جائے۔ آپ کی مہربانی ہوگی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بابر اعوان صاحب ذرا House کو confidence میں لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Sir, the limited question is as to whether in this case privilege is made out or not.

باقی معاملے پر میں بات نہیں کروں گا۔ ٹیکنیکل بات یہ ہے کہ privilege arises out of the membership and it has a specific area. Everything is not my privilege when I am a Senator or a member of the National Assembly or a Provincial Assembly or you sit here and I stand here or sit on the other side. So, it relates to the functions of a member اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہوسکتی۔ Then if the functions are disturbed, not assisted to or hindered. یہ تین privilege کی known قسمیں ہیں۔ باقی جس طرح پروفیسر صاحب نے کہا وہ بالکل درست کہا کہ بہت ساری چیزوں پر privilege motions آتی ہیں بلکہ بد قسمتی سے یا خوش قسمتی سے یہ پچھلی پارلیمنٹ کی بات ہے کہ کسی صاحب کی گاڑی کو بھینس نے ٹکر ماری وہ privilege motion صوبائی اسمبلی میں لے کر چلے گئے۔ This is reported. ٹھیک ہے، but we have to strictly define what is the privilege مجھے جو دونوں طرف سے کہا گیا privilege کی definition کی حد تک اس سے لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن سے پورا اتفاق ہے اس کی definition کی حد تک۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Definition کی حد تک۔

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: Not any other issue.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے۔ چلیں۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: آج ہم جب ناموس رسالت کی بات کرتے ہیں، گستاخ رسول ﷺ کی بات کرتے ہیں تو ہمیں قاعدے قوانین پڑھائے جاتے ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ Leader of the House and Law Minister ان سب نے ناموس رسالت کے لیے کچھ نہیں کیا اور اس کو protect کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں نہیں، ایسا ناں کریں، ناموس رسالت کی background کا مجھے پتا ہے۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: اگر یہ نہیں آسکتا تو I will walkout of the House. اس طرح کے بہت زیادہ privilege admit ہوئے ہیں۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب والا! یہ جو بھینس کی مثال دے رہے ہیں، یہ پارلیمنٹرین کی تضحیک ہے اتنا بے وقوف کوئی پارلیمنٹرین نہیں ہوتا کہ بھینس آکر ٹکرائے گی وہ اس کے لیے بھی privilege motion دے گا۔ جناب چیئرمین! اس کا نوٹس لیں یہ پارلیمنٹرین کی تضحیک اڑانے والی بات ہے کہ بھینس آکر ٹکرائی اور پارلیمنٹرین نے privilege motion پیش کر دیا۔ I think ایسی باتوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چلیں مجھے ٹائم دیں، let me do my home work. جی بابر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: جناب چیئرمین! چونکہ اس میں ذاتی نام لے کر بات کی گئی ہے۔ Personal explanation ہے۔ پہلی بات اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اس کے کرم سے میں نے ناموس رسالت کے لیے، speaking for my self اب یہ کہنا بھی مجھے عجیب لگ رہا ہوں اس لیے کہ میری وہاں پر نسبت ہے اور جو بھی میں کروں وہ سارا میری ذاتی محبت، نسبت اور ایمان کا تقاضا ہے۔ اسلام آباد میں، میں پہلا قیدی تھا اور میرے لیے جو جلوس آیا ناموس رسالت کے حوالے سے اس کی قیادت مولانا عبداللہ شہید نے لال مسجد کے جو امام تھے انہوں نے کی اور پورا شہر آیا، دوسرا قیدی میرے ساتھ کون تھا سردار اسلم رئیسانی، ان کے والد اس وقت مرکزی وزیر تھے۔ Personal note پر میں اتنا کہنا کافی سمجھتا ہوں باقی میرے خیالات قوم جانتی ہے، مجھے کسی کو explain کرنے کی ضرورت نہیں۔ دوسرا پاکستان پیپلز پارٹی جس جماعت سے میرا تعلق ہے، پہلی ڈگری state کی ختم نبوت کے حوالے سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں آئی، جب مسیلمہ کذاب کی قیادت میں یمامہ میں جھوٹے نبیوں کی ایک یونین بن گئی اور انہوں نے یہ فتنہ پیدا کیا اور دوسری ڈگری جو state کی آئی وہ شہید قائد عوام کے دور میں پاکستان میں آئی اور constitutional amendment ہوئی۔ اس لیے اگر کسی نے سیاست کرنی ہے، ایمان کا تقاضا سب کا اپنا اپنا ہے اور وہ ساری قوم جانتی ہے۔ کسی نے سیاست کرنی ہے، عوامی issues پر کرے آئے ہمیں شکست دے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، تشریف رکھیں، ابھی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! چونکہ specifically مندوخیل صاحب نے میرا نام لیا۔ میں صرف ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں جو ہمارے ادھر پنجابی، پوٹھواری میں کہتے ہیں گھر سے میں آیا ہوں پیغام مجھے یہ دے رہا ہے۔ میں تو آل رسول میں سے ہوں۔ میرے آباؤاجداد نے۔۔۔
۔۔

(مداخلت)

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: ٹھہریں سنیں، آپ نے براہ راست مجھے allege کیا ہے اور اب سننا پڑے گا کہ اس خطے میں نا تو میں convert ہوں، میں تو convert بھی نہیں ہوں، میں تو پیدائشی طور پر مسلمان ہوں، آل رسول میں سے ہوں۔ ہم سے بڑی قربانی ناموس رسالت پر کون دے سکتا ہے۔ اس بات کی دھرتی گواہ ہے کہ چاہے وہ پاکستان کی تحریک ہو، چاہے وہ ناموس رسالت کا issue ہو سب سے زیادہ قربانیاں ہم نے دی ہیں۔ یہ جو انہوں نے allegation لگایا ہے ان کی controversy اس خاتون سے ہے اس سے وہاں جا کر settle کریں اس ہاؤس میں نہ لے کر آئیں۔

Mr. Deputy Chairman: I reserved my ruling on the admissibility of the privilege motion now we break for Maghrib prayers and will meet after 20 minutes.

(اس مرحلے پر مغرب کی نماز کے لیے اجلاس ملتوی کیا گیا)

(The House was reassembled at 6:26 p.m. with the Presiding Officer (Mr. Islamuddin Shaikh) in the Chair)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی اعظم سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئرمین! ایک لمحہ چاہیے۔ ہم نے ایک گزارش کی تھی کہ ہماری Opposition Benches seats پر لے جائیں۔ ابھی تک یہ ہوا نہیں ہے۔ ویسے یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ ہم یہاں بیٹھ کر بھی Opposition کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ پھر بھی گزارش ہے کہ اگر سیکرٹریٹ کو بتایا جائے کہ آئندہ اجلاس میں یا کل یا پرسوں ہماری seats اس طرف لے جائیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جی بالکل اس کو دیکھیں گے بلکہ یہ مسئلہ حل کر رہے ہیں۔ جی ہمایوں صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب چیئرمین! میرے privilege motion کا کیا ہوگا، اس پر کیا ruling ہے؟ کیا اس کو کمیٹی کے حوالے کرنا ہے یا نہیں کرنا ہے تاکہ میں بھی اپنا فیصلہ کروں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں اس وقت جو چیئرمین موجود تھے انہوں نے اس کو اپنی consideration میں reserve کیا ہے۔ اس کا فیصلہ انہوں نے ہی کرنا ہے۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: کب کریں گے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کل ہو جائے گا۔ جی حسیب صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ آج ایک بہت ہی serious واقعہ ہوا۔ جب ہم آج کراچی سے آ رہے تھے اس جہاز میں تقریباً 50 کے قریب سینیٹر صاحبان اور MNAs تھے۔ جہاز take off کرنے سے پہلے اچانک واپس آ گیا۔ اس میں سے ایک آدمی اتر کر چلا گیا۔ پانچ منٹ بعد جہاز نے take off کیا۔ جناب والا! یہ ایک بہت شدید قسم کا security lapse ہے کیونکہ اگر ایک آدمی کسی وجہ سے بھی واپس جا رہا ہے تو جہاز کے cabin کا سارا سامان دوبارہ check کرنا تھا۔ تمام دنیا میں اگر ایسا کوئی واقعہ ہوتا ہے تو پھر تمام سامان دوبارہ check ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں PIA کے MD یا چیئرمین کو بلایا جائے اور ان سے پوچھا جائے کہ ایسا کیوں ہوا۔ سخت کارروائی کرنے کی ضرورت ہے۔ اس جہاز میں تقریباً 50 پارلیمنٹیرین سمیت 250 سے 300 مسافر تھے جن کی زندگیوں کو خطرے میں ڈالا گیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ کیا ہے؟ کیا یہ Privilege Motion ہے یا کچھ اور ہے؟

سینیٹر عبدالحسیب خان: میرے خیال میں اس کو Privilege Motion سمجھیے اور اس سلسلے میں PIA کے MD یا چیئرمین کو بلایا جائے اور یہ Privilege Motion concerned committee کو دے دیں تاکہ مزید کارروائی کی جا سکے۔ یہ بہت ہی serious معاملہ ہے۔ کیونکہ

ایسا دنیا میں کہیں نہیں ہوتا کہ ایک مسافر جہاز سے ایک مرتبہ اتر جائے اور پھر اس میں بغیر checking کے سوار ہو جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کیا آپ نے لکھ کر دیا ہے۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: میں نے ابھی تک لکھ کر نہیں دیا ہے۔ میں ابھی لکھ کر دے دیتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ لکھ کر دے دیں۔ جی قائد ایوان صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: یہ move کر دیں تو جو proper طریقہ ہے، اس طرح سے مجھے دیا جائے then I will respond on behalf of the Government.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: حسیب صاحب، آپ ان کو لکھ کر دے دیں۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: میں ان کو لکھ کر دے دوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! ایک point of order پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں ابھی قومی اسمبلی میں گیا تھا، وہاں پر خورشید شاہ صاحب جو Chief Whip ہیں ان کی طرف سے ایک circular وہاں پڑا ہوا ہے کہ کل Tuesday یکم فروری کو ایک briefing کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں MD PIA آ کر PIA and Turkish Airline کے مابین جو agreement ہے، اس پر after the National Assembly session parliamentarians کو Committee No. 2 میں brief کریں گے۔ جناب چیئرمین! میں نے Chairman Senate Standing Committee on Defence کو ایک خط لکھا تھا اور اس میں یہ گزارش کی تھی کہ اس issue کو take up کیا جائے۔ یہ agenda item پر بھی آیا، جس دن لگا تھا، اس دن میری Implementation Commission کی میٹنگ تھی، پروفیسر خورشید صاحب کی طبیعت خراب تھی، اس لیے وہ نہیں آ سکے۔ اس دن دیگر ممبران بھی نہیں تھے اس لیے یہ decide ہوا کہ یہ آج take up نہ کیا جائے اور انتیس تاریخ کو میٹنگ رکھی گئی لیکن پھر Defence Committee کی 29 تاریخ کی meeting بھی cancel کر دی گئی۔ میرا کہنا یہ ہے کہ Standing Committee already اس matter سے seized ہے۔ اس طرح

ایک general briefing میں MD کو بلا کر اس سے briefing لینا مناسب نہیں ہو گا۔ آپ کے توسط سے میری گزارش ہے اور میں نے خورشید شاہ صاحب تک بھی یہ بات پہنچوائی ہے کہ وہ اس briefing کو cancel کر دیں کیونکہ already Senate Standing Committee on Defence نے اس کا نوٹس لیا ہوا ہے اگر MDsاس طرح آ کر parliamentarians کو الگ الگ brief کرنے لگیں، this will not auger with for the respect and jurisdiction of Standing Committees.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی شکریہ۔ پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں رضا ربانی صاحب کی تائید کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں خود اس معاملے کو پہلے دن سے اٹھا رہا ہوں اور یہ موضوع ایک نہیں بلکہ دو بار Standing Committee on Defence کے ایجنڈے پر آچکا ہے۔ جو 29 تاریخ کی meeting cancel کی گئی وہ بالکل last moment پر نامعلوم کیوں کی گئی ہے لیکن یہ بات ہے کہ ہمیں ایک دن پہلے بتایا گیا ہے کہ وہ ملتوی ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ روایت غلط ہو گی اور اس طرح سے by pass کرنے کا راستہ اگر آپ نے کھولا تو اس کے consequences بہت زیادہ ہیں۔ اس لیے میں چاہوں گا کہ آپ اس کو بہت seriously لیں اور اس کو اس شکل میں نہیں ہونا چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی حافظ صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب! میری تحریک استحقاق ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جب ہم اس number پر آئیں گے تو لے لیں گے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Mr. Chairman, as pointed out by the honourable Senators that the Standing Committee on Defence is already seized with this matter now and it has been conveyed by the honourable Minister for Labour and Manpower, Syed Khursheed Shah Sahib that there is no need to have this briefing for the parliamentarians as the matter is already seized with the Standing Committee on Defence. I think it

is appropriate that this issue should be taken up before the Defence Committee.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پھر ان کو خط لکھتے ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, it should be conveyed.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I think what the leader of the House has said is

کہ شاید خورشید شاہ صاحب نے کہا ہے کہ وہ اس briefing کو call off کر رہے ہیں کیونکہ Standing Committee on Defence اس سے seized ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: This is rather for the information of the honourable member.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہاں سے بھی خط لکھ دیں کہ جب تک سینیٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی میں یہ معاملہ نہ ہو جائے، اس وقت تک briefing نہ لی جائے اور پھر ایک ساتھ briefing ہو جائے۔ ٹھیک ہے؟ Thank you. Now we will come on agenda. Item No. 3. پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب! باقی سب ہو گئی ہیں، میری رہ گئی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کی آخر میں ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اگر privilege motion ہے تو پہلے آنا چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ٹھیک ہے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین۔ پروفیسر صاحب سے معافی چاہتا ہوں۔ جناب! یہ تحریک استحقاق دوسرے سینیٹرز حضرات اور کلثوم پروین صاحبہ کے دستخط سے ہے اور میرا ہی استحقاق مجروح نہیں ہوا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے، میں وہ آپ کے سامنے پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ درج ذیل سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جناب عالی! کچھ عرصہ قبل سینیٹ نے متفقہ طور پر ایک Bill pass کیا تھا جس میں سابقہ ممبران پارلیمنٹ کے لیے چند جائز سہولیات کی سفارش کی گئی تھی۔ پچھلے سال بجٹ سے پہلے وزیر قانون، جناب بابر اعوان صاحب نے یقین دہانی بھی کرائی تھی کہ حکومت اس Bill کے مطابق عمل کرے گی اور Bill میں شامل سفارشات کو بجٹ کا حصہ بنائے گی لیکن تاحال ایسا نہیں کیا گیا اور نہ ہی ان سفارشات کو بجٹ کا حصہ بنایا گیا، نہ ہی کسی اور طریقے سے اس پر عمل درآمد کیا گیا۔ جناب عالی! اس سے نہ صرف میری بلکہ پورے ایوان کی توہین ہوئی ہے۔ حکومت کے اس رویے سے میرا اور تمام اراکین سینیٹ کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا ہماری اس تحریک کو منظور فرما کر متعلقہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Leader of the House.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اس سلسلے میں سینیٹر بابر اعوان صاحب کو بلوا لیا جائے۔ Let him respond himself personally that whether he opposes this privilege motion or he does not oppose it, لیکن ایک صورتحال یہ ہے کہ no doubt about this that the matter was pending with the National Assembly. ایک Bill pass ہوا تھا، اس میں یہ بات آئی کہ some finances are involved in this thing. The National Assembly was looking into it whether it is a Finance Bill or it is not a Finance Bill because the Finance Bill has to be originated in the National Assembly and that is being taken up in the National Assembly. میں سمجھتا ہوں کہ before proceeding further, you must give an opportunity to the minister to clarify his position over here.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Law Minister ابھی آسکتے ہیں؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! ان کو message دے دیتے ہیں۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب! میں اس کو اس لیے endorse کرتی ہوں کہ یہ ہمارا نہیں بلکہ پورے ایوان کا استحقاق ہے اور ان کی جائز سفارشات ہیں۔ اگر آپ اس کو کمیٹی کو بھیج دیں۔ --

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں آپ سے اتفاق کر رہا ہوں لیکن جب تک اس پر legal...

سینیٹر کلثوم پروین: اس میں کوئی پیسے involve نہیں ہیں۔ جناب! اس میں کوئی finances involve نہیں ہیں، اس میں airport, passport, medical یا آپ کا کوئی ex-Senator آئے تو اس کو اندر آنے کی اجازت ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: ان کو قومی اسمبلی سے بلوالیتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چونکہ اس میں بابر اعوان کا نام involve ہے، تو یا اس کو کل کے لیے defer کر دیتے ہیں۔

سینیٹر کلثوم پروین: وہ اس کمیٹی میں آجائیں، ان کو بھی بلالیں۔ ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو Privilege Committee میں بھیج دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جب تک ان سے رائے نہ لی جائے کیونکہ اس میں ان کا نام involve ہے۔ اس لیے ان کو بھی سننا پڑے گا۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب! نام کی کیا بات ہے؟ یہ پورے سینیٹ کا ہے، بابر اعوان سے کوئی گلہ تو نہیں ہے۔ آپ اس کو Privilege Committee کو بھیج دیں، بابر اعوان صاحب بھی وہاں آجائیں۔ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں مانگی گئی۔ --

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سنے بغیر تو نہیں ہو سکتا۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, one should not be condemned unheard.

گزارش یہ ہے کہ ہم انہیں ابھی بلوالیتے ہیں۔ He is in the National Assembly میں message بھیجتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پھر تو discretion Chair کی ہو گی، آپ اس پر کیوں پریشان ہوتے ہیں؟

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب! میں ایک سیکنڈ میں مکمل کرتا ہوں۔ بابر اعوان صاحب نے مجھ سے خود کہا تھا یہ آپ اکیلے کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ میرا بھی مسئلہ ہے، آپ اس کو اٹھائیں۔ میں ان کی ترجمانی کرتے ہوئے۔۔۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ان کا نام اس میں involve ہے۔ ان کو سننے دیں، اس کے بعد فیصلہ تو ہم نے کرنا ہے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب! کمیٹی کے سپرد ہو جائے، اس میں کیا ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب الیاس بلور صاحب۔

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Sir, very respectfully, I want to tell one thing specially.

اگر اس میں کوئی finances involve ہیں، ان کو نکال دیں۔ ہمیں صرف یہ چاہیے کہ جو سابقہ سینیٹر ہو، اس کا Blue Passport ہونا چاہیے۔ ان کو Lounges میں اجازت ہونی چاہیے۔ ان کی عزت اس طرح سے ہونی چاہیے، جس طرح سے سینیٹرز ہوتے ہیں۔ گورنمنٹ پیسے یا medicines نہیں کرنا چاہتی تو نہ کرے we don't mind لیکن کم از کم جو respect Senators کی ہے، وہ ex-Senators کی بھی ہونی چاہیے، انہوں نے تین، تین، چار، چار tenures گزارے ہیں۔ یہ تو غلط بات ہے کہ اگر اس کو National Assembly لے کر بیٹھ گئی ہے۔ نیشنل اسمبلی ہر آئٹم کو لے کر بیٹھتی ہے۔ ابھی دو سال ہو گئے ہیں۔ کامرس کمیٹی کے ایک چیئرمین مسلم لیگ (ن) کے ہیں، وہ ایک آئٹم کو لے کر بیٹھے ہوئے ہیں، ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔ وہ اسے مزید آگے نہیں بڑھا رہے ہیں۔ وہ پچاس میٹنگز بلا چکے ہیں۔ میں نے بھی اس کے ساتھ as a Commerce Committee Chairman from the Senate جا کر joint meeting کی ہے۔ اس کے باوجود وہ اس کا فیصلہ نہیں کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمیں پیسے نہ دیں لیکن کم از کم ہماری عزت بحال رہے۔ یہ مسئلہ ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! ایک اور گزارش ہے۔ This would not be a good tradition that we move a privilege motion against another House. آپ اس کو بھی ذرا مد نظر رکھیں۔ گزارش یہ ہے کہ اس میں I myself supported that Bill جب یہ سینیٹ میں تھا۔ یہ unanimously یہاں سے پاس ہوا، Treasury Benches supported that Bill and that Bill was transmitted to the National Assembly for consideration. اگر وہ وہاں پاس نہیں ہو سکا یا take up نہیں ہو سکا تو certainly we cannot move a privilege motion against another House اس لیے اس پر let the Minister for Law and Parliamentary Affairs come to clarify his personal position and what is the stance of the Government on this. اس لیے میں نے یہ request کی ہے۔ and it would not be a good tradition that one House passes the privilege motion against another House.

سینیٹر سیمیں صدیقی: یہ نیشنل اسمبلی میں pending ہے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: چلیے میں آپ کو یہ کہتا ہوں کہ ایک منٹ میں اسے حل کر لیں کہ یہ کمیٹی کے سپرد ہو گیا۔ بس بات ختم ہو گئی۔ ہم باہر نہیں لے جاتے، کمیٹی میں لے جاتے ہیں۔ یہ سارے ہاؤس کی بات ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چونکہ اس میں Law Minister کا نام involve ہے۔ جی رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! Law Minister کے نام کے علاوہ، میں نے اس کی details نہیں دیکھیں لیکن جو بات Honourable Leader of the House نے کی ہے کہ if it is against the National Assembly that the breach has been committed by the National Assembly, then under the rules and under Kaul ‘a House cannot be called in question for a breach of privilege. اس ہاؤس کی جو کارروائی ہے اس کو سینیٹ اپنی Privileges Committee کے اندر under the rules نہیں لے سکتی۔ یہ نہ صرف ہمارے ہاں ہے بلکہ ہندوستان میں بھی یہی ہے

اور Kaul کی جو کتاب ہے انڈیا کی ہے، جو Parliamentary Practices میں مانی جاتی ہے، اس میں expressively یہ بات دی ہوئی ہے اور May's کے اندر بھی یہ بات explicitly ہے کہ ایک ہاؤس دوسرے ہاؤس کو breach of privilege کے لیے نوٹس نہیں دے سکتا۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: انہوں نے اسے پڑھا نہیں ہے۔ اس میں نیشنل اسمبلی کا ذکر تک نہیں ہے۔ وہ اسے پڑھ لیں، اس میں نیشنل اسمبلی کا ذکر تک نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں رضا ربانی صاحب Law Minster بھی رہے ہیں اور اس ایوان کے بھی رکن ہیں، ان کی بات بھی صحیح ہے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: رضا ربانی صاحب کی یہ بات مجھے سمجھ آئی ہے کہ نیشنل اسمبلی والی بات ہم یہاں discuss نہیں کر سکتے۔ اس کے خلاف ہم Privilege Motion نہیں لا سکتے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں نیشنل اسمبلی کا ایک لفظ کا بھی ذکر نہیں ہے۔ جب نہیں ہے تو میرے خیال میں، میں نے ٹھیک کہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اچھا پھر بتائیں کہ کس کے خلاف Privilege Motion بنتی ہے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: کسی کے خلاف بھی نہیں۔ ہم اپنی بات اپنی کمیٹی میں کریں گے۔ یہ اسی ہاؤس کی کمیٹی ہے۔ اسے ہم کسی اور طرف نہیں لے جاتے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پروفیسر صاحب پہلے کھڑے ہوئے تھے۔ پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! ہمیں ان معاملات میں پارلیمانی روایات اور رولز کا خیال رکھنا چاہیے۔ جو بات حافظ صاحب کہہ رہے ہیں وہ بالکل genuine ہے۔ ہم سب نے اسے متفقہ پاس کیا ہے لیکن میرے خیال میں اسے privilege کا issue نہ بنایا جائے بلکہ متعلقہ وزیر صاحب کو بلا کر ان سے بات کر لی جائے۔ دونوں ایوانوں کے نمائندے آپس میں بات کر لیں۔ ایک ہی گورنمنٹ ہے، جس کو یہاں بھی اور وہاں بھی اکثریت حاصل ہے۔ اس لیے اسے

issue نہیں بننا چاہیے۔ باقی ان کی بات genuine ہے۔ ہم سب ان کے ساتھ ہیں لیکن اس کے لیے privilege کا راستہ لینا شاید زیادہ مناسب نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اگر ہم اسے Rules and Procedure کی کمیٹی کو دے دیں تو؟

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب! چلیں اس کو defer کر دیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جو بات رضا صاحب نے کی۔ میں نے بھی کہا کہ یہ ایک اچھی روایت نہیں ہو گی it would be against the earlier practice also. So, let the Law Minister come. Let him make a reply اور اس پر کوئی دو رائے نہیں ہیں۔ اس ایوان نے اس بل کو پرائیویٹ ممبر کے طور پر پاس کیا ہوا ہے۔ وہ transmit ہوا پڑا ہے۔ That is pending with the National Assembly اب نیشنل اسمبلی نے اس پر کیا کیا ہے، کیا نہیں کیا ہے، اس پر let the Parliamentary Affairs Minister come and clarify his position میں یہ تو نہیں کہہ رہا کہ اسے reject کر دیں۔ میں یہ بھی نہیں کہہ رہا کہ اسے concede کر دیں۔ میں نے تو کہا ہے کہ give time to the Government, let me ask the Law Minister to come over here and explain the position.

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! اس کا اگر آپ حل نکالیں، اس کا بہترین حل نکالیں، جو پروفیسر صاحب نے ابھی بات کی ہے، اس کو مد نظر رکھتے ہوئے چیئرمین سینیٹ ان کو بھی بلالیں، متعلقہ منسٹرز کو بھی اپنے چیمبر میں بلالیں اور نیشنل اسمبلی کے چیف وہپ کو بھی بلالیں۔ وہاں بیٹھ کر اس بات کو sort out کر لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا احسن حل چیمبر میں نکل آئے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہی میں کہنا چاہ رہا تھا۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: حافظ صاحب بیٹھیں۔ میں نے سمجھ لیا۔ میں ابھی اس پر رولنگ دے رہا ہوں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! رولنگ دینے سے پہلے میری عرض سنیں۔ ایک حل یہ بھی ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! ایک حل یہ بھی ہے۔ اگر اس ایوان سے ایک متفقہ بل قومی اسمبلی میں جاتا ہے اور وہ اسے consider بھی نہیں کرتے، اسے اہمیت نہیں دیتے تو اس کا ایک بڑا آسان حل ہے کہ کل جو بل قومی اسمبلی سے آئیں، ہم بھی ان کو reject کر دیا کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرا خیال ہے کہ اس مسئلے کو حل ہی کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ رضا ربانی صاحب نے بھی کہا اور Leader of the House نے بھی کہا ہے کہ چیئرمین صاحب کو اس کا اختیار دے دیتے ہیں کہ وہ ان دونوں ایوانوں سے بلا کر اس matter کو resolve کرالیں۔ بجائے اس کے کہ ہم اسے defer کریں، یہ کریں، اس کو آج ہم decide کر لیتے ہیں۔ ٹھیک ہے، منظور؟

سینیٹر حافظ رشید احمد: نامنظور۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چلیں ٹھیک ہے۔ جی منظور ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: لیکن ہاؤس کا consensus اس بات پر ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں اس پر legally voting نہیں ہوتی ہے اور ہاؤس کا consensus موجود ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے یہ matter چیئرمین سینیٹ پر چھوڑتے ہیں کہ وہ دونوں Houses سے بلا کر اس کا حل نکالیں۔ شکریہ۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں اس پر decision دے چکا ہوں۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی confusion نہیں تھی۔ آپ کا جو پہلا view ہے کہ Law Minister is responsible for these two Houses.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، جناب رضا ربانی صاحب نے اس کی clarification دے دی ہے۔ وہ بھی یہی دیں گے۔ دیکھیں یہ بھی law کے experts ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور: چلیں یہ ان سے request کر لیں۔

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں کہہ رہا ہوں کہ پہلے یہ چیئرمین صاحب سے request کر لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چلیں چیئرمین صاحب سے ہم یہ request کر لیں گے کہ اس کو جلد سے جلد کریں جتنا possible ہو سکے۔ اب ہم آگے چلتے ہیں۔ جی Item No. 3 پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: وہ اس ہاؤس کے سامنے ابھی پیش ہی نہیں ہوا، ورنہ وہ بھی چاہتے ہیں کہ یہ کیا جائے۔ صرف Law Minister صاحب اگر یہ کہیں کہ میں اسے pursue کر کے اس اسمبلی میں اسے پاس کروا دوں گا تو that is enough.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چیئرمین سینیٹ صاحب کل دونوں کو بلوا لیں گے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اب تو میں نے decision دے دیا ہے۔ یہ defer نہیں ہو سکتا۔ آپ کو Chair کا احترام کرنا چاہیے۔ میں نے decision دے دیا ہے۔ کل ان کو بلا لیں گے۔ چلیں لاء منسٹر آ گئے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور: آپ ان کو بتا دیں کہ آپ نے یہ ruling دی ہے۔ پھر ان کی مرضی ہے جو کہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں اس پر already ruling دے چکا ہوں۔ میں آپ کو رولنگ میں جو کچھ تھا بتا دیتا ہوں۔ وہ یہ تھا کہ چیئرمین سینیٹ آپ کو بھی اور نیشنل اسمبلی کے چیف وہپ یا جو بھی ہوں، ان کو بلا کر اس کے متعلق جلد فیصلہ کر لیں۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: مجھے بولنے کی اجازت ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی بالکل۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: شکریہ جناب چیئرمین۔ بات یہ ہے کہ اس legislation کی تیاری میں میں نے خود بھنڈر صاحب اور باقی senior members کی معاونت بھی کی اور میں اس کا حامی ہوں، .Government fully supports this آپ کے ہاں سے pass ہونے کے بعد جب یہ bill National Assembly میں گیا تو National Assembly میں سپیکر صاحبہ کا اختیار determine کرنے کا ہے کہ کوئی bill money bill ہے یا money bill نہیں ہے۔ انہوں نے اس constitutional مسئلے پر اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے، اس کو money bill قرار دیا، اس میں صرف یہ technicality ہے، ظاہر ہے کہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ سپیکر صاحبہ نے کیا کیا ہے۔ اس لیے کہ conduct of the Presiding Officer of one House cannot be debated in the other House. اس لیے میری وہاں پر effort جاری ہے اور I am trying کہ جلدی ہو جائے اور اس میں جو پہلے Leader of the Opposition کامل علی آغا صاحب تھے، وہ اور بہت سارے دوسرے دوست بھی میرے ساتھ رابطے میں رہتے ہیں، جنہوں نے اس legislation کو تیار کرنے میں مدد کی۔ This is what I can say لیکن اس House کے خلاف کوئی privilege motion یا ان کے کسی فیصلے کے خلاف کوئی privilege motion lay نہیں ہو گی۔ میں نے جو factual position ابھی تک تھی، وہ آپ کو بتا دی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا بہت شکریہ۔ میں نے اسی روشنی میں اس پر ruling دی ہے اور کہا ہے کہ جلد سے جلد ہو۔ جی پروفیسر خورشید صاحب .item No.3

Introduction of Bills

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman, I seek the leave of the House to move that a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan (The Constitution (Amendment) Bill 2011) may be taken into consideration.

اس Bill کا مسودہ circulate ہو چکا ہے، میں بہت ہی اختصار کے ساتھ اس کی ضرورت اور اس کی نوعیت آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ دیکھیں! اسلام اور جدید welfare state ان دونوں میں یہ اصول مسلمہ ہے کہ وہ افراد جو اپنی بنیادی ضرورتیں کسی معاشرے میں خود پوری نہیں کر سکتے، خواہ غربت کی وجہ سے ہو یا disability کی بنا پر ہو تو یہ معاشرے کا فرض ہے کہ وہ انہیں support کرے۔ ہم حضرت عمر فاروقؓ کا یہ قول شب و روز سنتے ہیں کہ اگر فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوک سے مر جائے تو مجھے اس کی جوابدہی کرنی ہو گی۔ اس بنیاد پر تاریخ کا سب سے پہلا social security کا نظام خلافت راشدہ میں قائم ہوا اور اس میں فہرستیں بنائی گئیں، پوری آبادی کا census ہوا، جو غریب افراد تھے، ان کے لیے allowances مقرر کیے گئے، ہر بچہ جو پیدا ہوتا تھا، اس کے لیے راشن مقرر کیا گیا اور اس طرح ہمارے سامنے مساوات کا صحیح تصور آیا۔

دور جدید میں سب سے پہلے Scandinavian countries نے انیسویں صدی کے آخری دس سالوں میں social security کے system کو آگے بڑھایا۔ برطانیہ میں 1905 میں پہلا قانون بنا لیکن 1945 comprehensive scheme میں آئی۔ میں نے جو کوشش کی ہے، وہ یہ ہے کہ جس طرح right to education, right to information and right to protection of body ہے، بالکل اسی طریقے سے right to social security بھی ہونا چاہئیے۔ بلاشبہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ایک غریب ملک ہیں، ہم فوراً afford نہیں کر سکتے لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ ہمارا vision کیا ہے اور پھر اس vision کو حاصل کرنے کا راستہ کیا ہو سکتا ہے۔ میں نے جو کچھ کیا ہے، وہ یہ ہے کہ یہاں 19(b) میں typing کی غلطی ہے اور میں نے 2010 میں move کیا تھا، اب ان دو ترامیم کے ساتھ 2011 ہو جائے گا۔ میری تجویز یہ ہے کہ ہم right to social security کو ایک اصول کے طور پر مان لیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ کیا ہم فوراً اس طرف بڑھ سکتے ہیں تو میں نے اسی میں تجویز کیا ہے کہ نہیں، اس کے لیے پانچ سال کی مدت رکھی جائے اور اسے gradually اختیار کیجیئے کہ پہلے جو لوگ disabled ہیں، poverty stricken ہیں، ان کی فہرستیں بنیں، ان کو دیں۔ جدید ریاستوں میں ساری آبادی کے لیے یہ دستیاب ہیں، ہم یہ afford نہیں کر سکتے لیکن ہم کم از کم جو مجبور طبقے ہیں، ان کے لیے تو کر سکتے ہیں۔ اس طریقے سے ایک right, constitutional right بن جائے گا، حکومت کی ذمہ داری ہو گی کہ پانچ سالوں کے اندر اندر اس کا نظام قائم کریں، قانون سازی کریں، ادارے بنائیں، resource mobilization ہو۔ آپ کو معلوم ہے کہ زکوۃ کا نظام اور private sector یہی کام انجام دے رہا ہے اور مجھے یہ بات کہتے ہوئے خوشی ہوتی ہے کہ Harvard university کی study یہ کہتی ہے کہ private philanthropy میں پاکستان دنیا کے نمبر 1 ممالک میں آتا ہے۔ آج سے تقریباً دس سال پہلے ایک survey ہوا تھا جس میں دس سال پہلے کی figure یہ تھی کہ حکومت کے fund میں ساڑھے چار، پانچ بلین روپے زکوۃ کے جمع ہوتے تھے، private اداروں سے 80 ارب روپے سالانہ لوگوں کی مدد کے لیے دیے جاتے ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں کہ جس نے ہمارے معاشرے کو غربت کے باوجود زندہ رکھا ہوا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ریاست اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے۔ آپ ایسے taxes لگائیں جو صرف اس fund میں جائیں پھر آپ اس کو contributory پر رکھ سکتے ہیں جس طرح یورپی ممالک میں ہے تاکہ جو لوگ afford کر سکتے ہیں، وہ pay کریں اور جو afford نہیں کر سکتے، انہیں ریاست support کرے۔

میں نے ساتھ ہی اس میں ایک اور چیز بھی رکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس مدت کے بعد اگر قانون سازی نہیں ہوتی اور نظام نہیں بنتا تو پھر دستور کم از کم ایک mechanism ایسا بنائے کہ جو افراد مجبور ہیں، وہ فاقہ کشی کی طرف نہ جائیں، خودکشی کی طرف نہ جائیں بلکہ وہ judicial magistrate کو approach کریں، اپنے حالات بتائیں اور magistrate کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ باقاعدہ instructions دے کہ ریاست ان کو support کرے۔ یہ دو نکات ہیں جن پر میں نے یہ bill پیش کیا ہے اور میں چاہوں گا کہ ایوان اس کو relevant committee کو بھیج دے تاکہ ہم اور زیادہ گہرائی سے اس کا مطالعہ کریں۔ اس میں کوئی amendment کرنی ہے، improvement کرنی ہے تو ہم وہ بھی کر لیں اور اس طرح Senate کو یہ اعزاز حاصل ہو کہ welfare security کے سلسلے میں پہلا مثبت قدم دستوری بنیاد پر Senate نے اٹھایا ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جناب Law Minister صاحب۔

Senator Dr. Zaheer−ud−din Babar Awan: Mr. Chairman, technically speaking to what my learned brother has said that is already embodied in the principle of the policies as enumerated in the Constitution of Pakistan and very specifically Article−38 caters for all what has been said No.1. No.2, nevertheless we all should focus on the improvement of the living condition of down trodden classes, therefore, if my friend wants that this should go to the relevant committee, I will not oppose it on behalf of the Government. Let this be sent to the relevant committee and relevant committee can look into it.

Mr. Presiding Officer: Thank you.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں بابر اعوان صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑے مثبت انداز میں اس مسئلے کو لیا ہے۔ میں صرف یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میرے سامنے principles of state policy موجود تھے، چونکہ وہ justifiable نہیں، اس لیے میں نے ضروری سمجھا کہ ایک right to social security create کیا جائے اور اس کے لیے ہمیں amendment کرنی پڑے گی ورنہ یہ 1973 سے موجود ہے لیکن اس کی طرف کوئی اقدام نہیں کیا گیا۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ہم عملی اقدام کریں اور اس سے constitutional imperative وجود میں آ جائے گا۔ بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Now, I move the motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: It goes to the concerned committee. Item No.4, Prof. Khurshid Ahmad, Prof. Muhammad Ibrahim Khan and Mst. Afia Zia:

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! تھوڑی سی confusion ہے، دراصل یہ ایک ہی چیز ہے، ہم تینوں نے اس کو کیا ہے، میں اس میں اکیلا نہیں ہوں، غالباً کوئی technical flaw رہا ہے جس کی بنا پر اس کو continuation قرار دے دیا گیا، یہ ایک item ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی Law Minister صاحب۔

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: This is already referred to the relevant committee.

Mr. Presiding Officer: Already referred, Ok, thank you. Now, item No.5, Ch. Shujaat Hussain.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہ لوگ آج موجود نہیں ہیں حالانکہ یہ بڑی important amendment ہے، تینوں افراد موجود نہیں ہیں، اس کو defer کر دیں۔

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: Let me propose sir, for the ease of the Private members who have done a lot of labour.

کہ جتنے بھی private members bills آئے ہوئے ہیں، اس پر جب سے یہ گورنمنٹ آئی ہے اس کی یہ پالیسی رہی ہے کہ ان پر committees میں discussion ہونی چاہیے۔ Committees کے ذریعے سے ہی empowerment of the Parliament ہوتی ہے اور لوگوں کے مسائل threadbare discussion کے ساتھ highlight ہوتے ہیں۔ اس لیے میں کسی کو بھی oppose نہیں کروں گا۔ آپ اگر نمبر لکھنا چاہیں تو دیکھ لیجیے۔

Senator Prof. Khurshid Ahmed: On his behalf.

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: کر لیجیے I have no objection, it is already on the agenda, I will not oppose it and I think it is pro-people, I will not oppose it. ذرا آپ لکھ لیجیے، یہ باری باری کر لیجیے گا، میں ذرا ایک general statement دے دیتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بابر صاحب! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں کہ جن ممبران نے اپنے bills پیش کیے ہیں اور وہ یہاں پر موجود نہیں ہیں، کیونکہ ہم نے rules کے حساب سے چلنا ہے۔ آپ نے تو کہا کہ میں کسی کو بھی oppose نہیں کر رہا۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: میں تھوڑا point out کر دوں then I will go to the rules as well.

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: میں سمجھتا ہوں کہ it is permitted on behalf of the movers.....

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں آپ کو ابھی floor دیتا ہوں۔ جی بابر صاحب فرمائیے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: یہ ذرا نوٹ کر لیجیے۔

Item No. 5 and 6, are constitutional amendment Bills. 7 and 8 are introduction of law not relatable to Constitution. 9 and 10 relate to Constitution. Then 11,12,,13,14, these are the laws, 15 is constitutional amendment Bill. So, the 16, 17, 18 are legal Bills. 19 is constitutional amendment Bill.

(Interruption)

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: You did your job and allow me, please, to do my job. 20, 21 and 22 are also constitutional amendment Bills. The Government is not opposing all these Bills, if of course, the other requirements of the rules are met and these are sent to the relevant committees.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Item No. 22 تک۔ جی رضا ربانی صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, with due respect to the honourable Law Minister. The parliamentary traditions will not allow for an omnibus approval by the Federal Government, each motion will have to be moved and the Law Minister on each motion will give his no objection and then that motion will be referred to

the Standing Committees. Like, for example, you would recall that this practice was started in one of the Houses that the leave applications used to be read in bulk, the names used to be read in bulk and at the end it used to be said that leave is granted. It has to be with each individual name, leave granted and you have to go like that. So, therefore, I would request the honourable Law Minister that it may be a little time consuming but that would be in the fitness of parliamentary tradition.

Mr. Presiding Officer: I agree with you sir.

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: Mr. Chairman, I did not propose anything to dispense with the rules. I did not say that which way we should go. What I said is that according to the rules, subject to the formalities of the rules, you go. I am sitting over here but I wanted to show the intent of the Government that for the pro-people legislation this Government is forthcoming, forthright and always ready to cooperate with the Opposition. That was the intent of my statement.

Mr. Presiding Officer: Now, the Bills are taken one by one. Yes, Mian Raza Rabbani.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, the member has to move the Bill himself or under the rules, if I can recall correctly under the rules, if at all there is a provision then it has to be a written permission but I don't think that is applicable, one of the movers has to be present, in order to move the motion. It cannot be on his behalf.

Mr. Presiding Officer: O.k. Thank you.

Senator Naeem Hussain Chattha: Then sir, it may be deferred for next Monday.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے اسی طرح سے کر رہے ہیں۔

Item No. 5 and 6 also deferred. Item No. 7, Prof. Khurshid Ahmad, Prof. Muhammad Ibrahim Khan and Mst. Afia Zia.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ میں وزیر قانون صاحب کے اس جذبے کو دل کی گہرائیوں سے welcome کرتا ہوں اور اگر ہم نے یہی روایت قائم کی اور اس کے تقاضے پورے کیے تو انشاء اللہ یہ پارلیمنٹ، یہ سینیٹ زیادہ موثر انداز میں اپنے عوام کو خدمت دے سکے گی۔

I would like to move sir, to seek leave of the House to introduce a Bill, to provide control of prices of essential commodities and price hike [The Control of Prices of Essential commodities and Price hike Bill, 2011].

اس کی لسٹ میں نے circulate کر دی ہے اور بنیادی idea یہ ہے کہ جس طرح اشیاء ضرورت کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں جس سے عوام کے لیے زندگی گزارنا دوبھر ہو گیا ہے۔ موجودہ حالات کے اندر اس کے علاوہ کوئی راستہ نظر نہیں آتا کہ ہم دوبارہ price control کی طرف جائیں اور ایسی authorities create کریں جس میں پارلیمنٹ کا participation ہو تاکہ essential commodities کی prices stabilize کی جا سکیں۔ فی الحال شاید کچھ کم کرنا پڑے گا جیسے میں نے پہلے کہا ہے کہ کچھ چیزوں کے لیے 30% تک نیچے جانا ہو گا۔ یہ تمام چیزیں negotiable ہیں۔ جب ہم مل بیٹھ کر اسے discuss کریں گے تو کچھ حل نکل آئے گا۔ اس Bill میں improvement کی جا سکتی ہے، modification کی جا سکتی ہے لیکن central idea یہ ہے کہ لوگوں کو essential commodities اس قیمت پر ملنی چاہییں جو وہ afford کر سکیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جی وزیر قانون صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: جناب چیئرمین! یہ وہ issue ہے جس سے پوری پاکستان کے تمام غریب عوام متاثر ہو رہے ہیں اور اگر ایک روپے یا دو روپے کا یہ پانچ روپے کا کسی ایک چیز میں اضافہ ہوتا ہے تو دس روپے کا اور بیس روپے کا کبھی کرایوں میں اور کبھی ان commodities کی prices میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کا ایک بنیادی سبب یہ ہے کہ devolution

کے نام پر جو نظام لایا گیا جس میں implementation tool for the effective control over the price hike تھا وہ نظام ختم کر دیا گیا اور اس کے نتیجے میں آج بد قسمتی سے اس کا بہت نقصان ہوا اور sugar price hike جو artificial تھی اس کی worst example دی جا سکتی ہے۔ اس لیے I support this.

Mr. Presiding Officer: Thank you. Now I put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The motion is carried. So, the leave is granted and the Bill is referred to the concerned Committee.

Now Item No. 9 in the name of Mr. Saleem Saifullah Khan that is deferred. Item No. 10 is also deferred. Now we take up Item No.11, Mr. Babar Khan Ghauri he is not present. Mr. Abdul Haseeb Khan, do you want to move it or we defer it?

کیوں کہ movers میں سے صرف آپ ہیں اور اس کے 6 movers ہیں۔ آپ دیکھ لیں یہ سارے آپ کی party سے ہیں۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: میرے خیال میں اس کو کل کے لیے defer کر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چلیں defer کر دیتے ہیں۔ Item No.12 بھی ہے پھر وہ بھی defer ہو گا۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: آپ کہتے ہیں تو میں اس پر بات کر لیتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ نے خود ہی defer کا کہہ دیا۔ Chair اپنے الفاظ واپس تو نہیں لے سکتی۔ جی۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir in the mean time if you could kindly give directions to the Secretariat since you deferred it and it will now come up on Monday, if you could kindly check whether the Bill has already been introduced in the National

Assembly and referred to the Standing Committee because if it has already been introduced in the National Assembly then it can't be introduced in the Senate.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔ جی آپ اس کو چیک کرلیں اگر قومی اسمبلی میں پیش ہو گیا ہے تو پھر وہاں سے آجائے گا۔ Now item No.13.

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب! اس کو defer کردیں۔ next session میں جب پہلا Monday آئے گا تو اس میں آجائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چلیں ٹھیک ہے۔ نمبر 14 بھی آپ ہی کا ہے۔ ٹھیک ہے دونوں next session کے لیے defer کردیتے ہیں۔ (سیکرٹری صاحب) یہ نوٹ کرلیں۔ جی item No.16 حافظ رشید احمد صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب! مجھے اجازت ہے میں اس کو پڑھ دوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی اجازت ہے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری تحریک Article 270AA میں ترمیم کرنے کی ہے۔ مجھے تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی اجازت دی جاتی ہے۔

Adjournment Motion: Friday's Holiday

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! یہ ترمیم اسلامی رو کے مطابق بھی ہے۔ اس کے علاوہ Article 270AA کے حوالے سے میں جو بات کرنے والا ہوں۔ یہ شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کا بنایا ہوا قانون میں دوبارہ اس ایوان کے سامنے لانا چاہ رہا ہوں وہ جمعہ کی چھٹی کے حوالے سے ہے۔ جناب چیئرمین! جمعہ کی تعطیل ذوالفقار علی بھٹو شہید صاحب نے کی ہوئی تھی اس کے بعد تقریباً بیس سال کم و بیش یہ چلتی رہی۔ یہ جمعہ کی تعطیل ذوالفقار علی بھٹو شہید نے اپنے آپ نہیں کی تھی بلکہ یہ علماء اکرام اور مذہبی لوگوں کے مطالبے پر یہ چھٹی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ حضرت عمر فاروق کے زمانہ سے چلا آرہا ہے بلکہ میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ 1947 سے پہلے انگریز کے دور میں بھی مسلمانوں کے لیے جمعہ کی تعطیل ہوا کرتی تھی۔ جناب چیئرمین! میں ایوان سے اور آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس

تعطیل کو بحال کیا جائے کیوں کہ اکثر اسلامی ممالک میں اس میں دبئی، سعودی عرب، افغانستان، بنگلہ دیش اور بہت سے اسلامی ممالک ہیں ان میں جو ہفتہ وار تعطیل ہوتی ہے وہ جمعہ کی ہوتی ہے۔ تو میری تحریک یہ ہے کہ ملک میں جمعہ کی عام تعطیل کی جائے تو آپ کی مہربانی ہوگی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جناب منسٹر صاحب۔

Arbab Alamgir Khan: Sir, I talk on behalf of Law Minister. I don't oppose.

Mr. Presiding Officer: It is not opposed. Yes.

سینیٹر الیاس احمد بلور: ہم اس کو بڑی strongly oppose کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بڑی مشکل سے Business Community نے Sunday کی چھٹی کرائی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ Friday half day ہوتا ہے Saturday and Sunday امریکہ، یورپ، چین وغیرہ سب بند ہوتے ہیں۔ یہ جو اسلامی ممالک کی بات کرتے ہیں دبئی، سعودیہ، ابوظہبی ان کے پاس تیل کے پیسے ہیں ان کو کاروبار کی ضرورت نہیں ہے وہاں پر کاروبار بہت زیادہ ہے۔ میں آپ سے یہ request کرتا ہوں کہ یہ کسی قیمت پر نہیں ہونا چاہیے۔ میں اس وقت فیڈریشن کا صدر تھا اور نواز شریف صاحب کی حکومت تھی۔ ہم نے بڑے جھگڑے اور لڑائیاں کرکے یہ منظور کروائی تھی۔ اس وقت میرے پاس لیاقت بلوچ صاحب تشریف بھی لائے تھے اور میں نے سب کے ساتھ meetings کی تھیں۔ لاہور، کراچی، میں نے meetings کرکے بڑی مشکل Saturday, Sunday کروایا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ you are cut from whole of the world for three days and we can't afford ہماری جو کاروباری برادری ہے، ہماری جو حکومت ہے وہ already crisis میں ہے how can we afford this thing? We should be cut off from whole world میں ایک دوسری بات آپ کو بتاؤں۔ میں آپ کو واضح طور پر یہ بتاتا ہوں۔

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: یہ قواعد کے مطابق نہیں ہے۔ یہ discuss نہیں ہوسکتا۔ میں Point of Order پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں آپ کو floor دوں گا۔ پہلے یہ بات تو مکمل کرلیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں یہ دعویٰ سے کہنا چاہتا ہوں اور اس کا ریکارڈ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جمعہ کے دن چھٹی نہ ہو تو مسجدیں بھری ہوتی ہیں اور جمعہ کو چھٹی ہو تو لوگ گھروں میں سوئے رہتے ہیں۔ میں آپ کو یہ بات واضح طور پر بتادینا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی عبدالحسیب خان صاحب۔ پروفیسر صاحب! ان کے بعد آپ کی بات لے لیتا ہوں۔ میں نے پہلے ان کو floor دیا ہے وہ بات کرلیں۔ میں عبدالحسیب خان صاحب کو پہلے سن لوں پھر آپ کو floor دوں گا۔ میں ان کو floor دے چکا ہوں۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین! میں بڑے واضح طور پر یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ اگر جمعہ کو چھٹی کی جائے گی تو غریبوں پر ایک ڈرون حملہ ہوگا۔ ہماری معیشت کی جو حالت ہے اس کو بڑی مشکل سے سنبھالا دیا گیا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلام کے اندر چھٹی کا تصور نہیں ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد کاروبار کے لیے پھیل جائیے۔ کاروبار بند کرنے کے لیے نہیں کہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جی پروفیسر صاحب۔ No cross talk please. جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! آپ مجھے موقع دیں۔ Private Member کا طریقہ کار یہاں پر درج ہے اور اس کے مطابق Member In charge پیش کرتا ہے۔ اگر حکومت oppose کرتی ہے تو اس کا بھی procedure ہے۔ حکومت oppose نہیں کرتی تو وہ introduce ہوجاتا ہے اور کمیٹی کو refer ہو جاتا ہے۔ اب کمیٹی میں اس پر بحث ہوگی، کمیٹی دوبارہ اس کو جس بھی رپورٹ کے ساتھ پیش کرنا چاہے اس کے بعد ایوان میں سب کو اجازت ہوگی اس پر بات کرنے کی۔ اس لیے میں اس وقت اس پر نہیں بولنا چاہتا کہ جمعہ کی چھٹی اچھی ہے یا اچھی نہیں ہے وہ اس وقت موقع ہوگا جب یہ کمیٹی سے واپس آجائے۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ میرے یہ دوست اس وقت اس پر نہ بولیں۔ میرے پاس بھی دلائل ہیں میں بھی اس وقت اس پر نہیں بولنا چاہتا اور وہ دلائل میں محفوظ رکھتا ہوں اور جب یہ Bill کمیٹی سے واپس آئے گا تو اس وقت میں اپنے دلائل سامنے رکھوں گا۔ آپ ان کو اگر اجازت دے رہے ہیں تو یہ قواعد کے مطابق نہیں ہوگا۔ اس لیے Bill discuss نہ کیا

جائے اور اس کو Standing Committee کو refer کر دیا جائے کیوں کہ حکومت نے oppose نہیں کیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی بالکل ایسے ہی کرنا ہے مجھے چونکہ ممبران چاہتے تھے بولنا تو میں یہ کہتا ہوں جب یہ کمیٹی سے واپس آئے تو اس پر بات کریں۔ حاجی عدیل صاحب آپ آخری بات کر لیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: آپ ایوان سے پوچھیں کہ یہ منظور ہے یا یہ کمیٹی کو بھیج دوں۔ محرک نے یہ کہا ہے بنگلہ دیش میں جمعہ کی چھٹی ہوتی ہے یہ انہوں نے غلط فرمایا ہے وہاں اتوار کی چھٹی ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں چھٹی کا کوئی تصور ہی نہیں تھا صرف نماز جمعہ کے لیے کاروبار بند کیا جاتا تھا۔ ہفتہ وار چھٹی کا کوئی تصور نہیں تھا۔ آپ اسلامی تاریخ کو نہ بدلیں یہ ہماری ضرورت ہے ہم نے جمعہ کی چھٹی منسوخ کروائی ہے۔ آپ ایوان سے پوچھ لیں۔

Mr. Presiding Officer: Now I put the motion before the House.

(The motion was negatived)

Mr. Presiding Officer: Leave is not granted.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! میں یہ بات عرض کروں کہ ووٹنگ کا مرحلہ یہ نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! میں عرض کروں یہ rules کی بات ہے، rule کے مطابق نہیں ہو رہا۔ جناب چیئرمین! House کو rules کے مطابق نہیں چلایا جا رہا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیے پروفیسر صاحب! اگر آپ challenge کرتے ہیں تو پھر میں counting کرا لوں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: نہیں counting کی بات میں نہیں کر رہا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں، leave grant اسی وقت ہوتی ہے جب House اجازت دیتا ہے۔ House کی majority جب اس کے حق میں ووٹ دیتی ہے تو پھر وہ leave grant ہوتی ہے اور پھر concerned committee کو جاتا ہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب! یہ introduction ہے، introduction پر leave grant نہیں ہوتی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اگر آپ کہتے ہیں تو پھر میں counting کرالوں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: نہیں میں تو rule کی بات کررہا ہوں۔ یہ مرحلہ counting کا ہے ہی نہیں۔ جناب چیئرمین! یہ rule میں آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں۔ یہ Rule 83 ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Rule 83(3) آپ دیکھ لیں۔ آپ پڑھ لیں۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: Ruling is already given.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب Rule 83(3) میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب! اگر آپ کہتے ہیں تو میں counting کرالیتا ہوں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب! Counting کی بات ہی نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پھر leave grant کے لیے yes اور no کیوں ہوتا ہے۔ جب تک House کی majority grant نہ کرے تو پھر کیسے ہوجائے گی۔ جی آئٹم نمبر 17۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! ایک منٹ۔ میں نہ Bill کی حمایت میں ہوں، نہ Bill کی مخالفت میں ہوں لیکن جو طریقہ کار اور قوانین ہیں اور جو پارلیمان کی ایک tradition رہی ہے، اس tradition کو ہمیں برقرار رکھنا چاہیے اور اس tradition کو ہمیں آگے لے کر چلنا چاہیے۔ یہ Bill ہو یا چاہے کوئی Bill ہو، کمیٹی میں جائے گا، eventually وہ اگر کمیٹی سے آجاتا ہے تو وہ property of the House ہے، آپ اس stage پر اس کو shoot down کرسکتے ہیں۔ Rules پر جانے سے پہلے، طریقہ کار اور روایت اس House کی ہمیشہ یہ رہی ہے کہ جب حکومت نے کسی Bill کو oppose نہیں کیا اور Bill کو oppose حکومت اپنے منسٹر کے through کرتی ہے، اگر Bill کو حکومت نے oppose نہیں کیا تو اس ایوان کی روایت یہ رہی ہے کہ without being put, that Bill is

میں یہاں پر آپ سے یہی گزارش referred to the Standing Committee concerned. کروں گا کہ جو پارلیمانی روایات رہی ہیں، ان کو برقرار رکھا جائے کیونکہ factually speaking, the Government has not opposed the Bill. The Minister concerned has stood up and said that I don't oppose it. Members of the coalition or Members of the Treasury may have opposed the Bill or may oppose the Bill; that is their right, I respect their right, but according to the rules, the opposition has to come or the opposition has to come from the Government and the Government is represented by the Minister and the Minister has said that it is not opposed. So, my humble request to you is that let us keep the traditions of the House. As I said that I am not in favour of this Bill and I am not opposing this Bill but the traditions and the rules say that it has to be opposed by the Minister which the Minister has not opposed.

(Interruption)

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! آپ rules پڑھ لیں۔ میں حاجی صاحب سے مودبانہ گزارش کروں گا، آپ rules پڑھ لیں۔ آپ مہربانی کر کے rules پڑھ لیں۔

Let me draw your attention to Rule 83. Sir, I take you to Rule 83, Introduction of a Private Members Bill:

> "83. Introduction of private members' Bills.- (1) Motions for leave to introduce private members' Bills shall be set down in the Orders of the Day for a day meant for private members' business and copies of the Bill shall be circulated along-with the Orders of the Day."
>
> This has been done and this has taken place.
>
> "(2) When the item is called the member-in-charge may move for leave to introduce the Bill."

This has also been done. He has asked for leave to introduce the Bill. Now let us come to (3) and (3) is the operative part.

> "(3) If a motion for leave to introduce the Bill is opposed, the Chairman, after permitting, if he so thinks fit, a brief explanatory statement by the member seeking leave and the Minister opposing it, may without further debate put the question."

Then (4) says, "if leave is granted", so the first prerequisite for you to ask for leave of the House is that if it is opposed by the Minister concerned and here it has not been opposed by the Minister concerned, so therefore, the question of putting the motion to the House will not come and the tradition, as I said, of this House has been that when a Bill is not opposed, it is sent to the Committee.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں، رضا صاحب! میں بتاؤں، کہ یہ Private Member Bill ہے اور private Members کی طرف سے اس کو oppose کیا گیا ہے، Minister sahib نے oppose نہیں کیا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! Private Members نہیں oppose کرسکتے اس stage پر، میرا آپ سے یہی کہنا ہے۔ Rules کہتے ہیں، purely on the basis of rules..... میں بات کررہا ہوں کہ rules یہ کہتے ہیں کہ opposition of leave to grant a Bill can come only from the Minister concerned. متعلقہ وزیر نے oppose نہیں کیا تو آپ کیسے کہیں گے کہ Bill has been opposed.

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! دیکھیے، hijack کا مسئلہ نہیں ہے۔ Rules کو follow کیجیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں نے rules کو ہی follow کیا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: نہیں rules کو follow نہیں کیا آپ نے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں نے جب House کو put کیا grant leave کرنے کے لیے، اس میں صرف ایک قانونی نکتہ یہ ہے کہ جی اس کو Government نے oppose نہیں کیا۔ آج چونکہ Private Members Day ہے، تو اب یہ دیکھیے کہ Private Members Day پر اگر Government اس کو oppose نہیں کر رہی ہے، لیکن House میں جب میں نے put کیا تو انہوں نے اس کو oppose کیا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: لیکن وہ put کرنے کا وقت نہیں تھا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! ایک منٹ، آپ اس تصور کو سمجھیں کہ Private Members Day کیا ہے؟ Private Members Day پارلیمان میں وہ دن ہوتا ہے جب Government Business کے علاوہ، Members اپنا business House میں لے کر آتے ہیں، ورنہ باقی دنوں میں جو Orders of the Day ہوتے ہیں وہ حکومتی business کے لیے مختص ہوتے ہیں۔ پارلیمان کے اندر یہ ایک دن ہوتا ہے جب نجی ممبران اپنے business لے کر آتے ہیں، چاہے وہ resolutions ہوں، چاہے وہ motions ہوں، چاہے وہ bills ہوں۔ جناب چیئرمین! اب Bill کی admission کو تو دیکھیں، وہ ایک anarchy پیدا ہو جائے گی، اگر ہم نے اس روایت کو فروغ دیا کہ Private Members Day پر حکومت Bill کو oppose کرے یا نہ کرے، اگر اس کی اپوزیشن یا حمایت دوسرے ممبران کر دیں تو وہ Bill carry کر جائے گا۔ حکومت اگر Bill کو oppose کرے گی تو (3) Rule 83 میں ہے کہ وہ minister oppose کرے گا، حکومت اپنے Bill کو oppose کرے گی through its minister, the government will speak through the minister. اگر وہاں پر اپوزیشن ہوتی ہے تو اس صورت میں for leave of the House Bill put ہو گا۔ Obviously اگر حکومت نے oppose کیا ہے تو normally majority حکومت کی ہوتی ہے، it will carry the day and the Bill will not be introduced لیکن صد احترام کے ساتھ یہ نہیں ہو سکتا کہ وزیر یا حکومت Bill کو oppose نہ کرے اور یہ کہا جائے کہ

کیونکہ Private Members نے اس Bill کو oppose کیا ہے لہذا it has been put to the motion, یہ سراسر Rule 83 (3) کی خلاف ورزی ہو گی۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں نے قائد ایوان کو بات کرنے کے لیے کہا ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رشید صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ حاجی عدیل صاحب! برائے مہربانی آپ بھی بیٹھ جائیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Mr. Chairman, primarily it was upon the minister for Parliamentary Affairs himself, probably he has got some business in the National Assembly and his honourable colleagues have said, "He does not oppose this Bill". I, myself, without conceding what has been said from the both sides. There is a plain reading of Rule 83, if you see that and now there is another situation also that already a ruling has been given by the Chair. Probably, Rule 83 was not taken into consideration and if you read Rule 83 (3), the plain wording of that is "If a motion for leave to introduce the Bill is opposed, the Chairman, after permitting, if he so thinks fit, "then it is a discretion of the Chair". "A brief explanatory statement by the member seeking leave and the Minister opposing it". In the earlier part of this provision the word "Minister" is not used, Minister opposed, but in the later part of it, it refers to the Minister opposing. It may without further debate put the question, question for their ascertainment before the House. So, primarily, what has happened in the House is that the Minister in−charge or the Minister nominated for this you know he did not oppose it. Sir, there was no question that it should have been put before the House. These are the plain readings of these provisions as far as there is an

opposition from certain honourable members that can be discussed in the Committee. It is not a passage of a Bill. They have got every right to oppose this Bill. They have every right to vote against this Bill. They can vote in the committee also. They can oppose it over there. It is a stage where it would be considered by the Committee and they are sitting with us in the Treasury Benches. They are with us, we are with them. Let it be examined in the Committee and whatever the Committee decides, there might be a preposition that the Committee reject this Bill. When the Committee rejects this Bill, then certainly, it would come to this House for a vote, then they will be at a liberty to disapprove this Bill, to reject this Bill. So, let's not get into the controversy right now and there is a clear provision of law that when it is opposed, it was never opposed by the Minister. Whether, advertently or inadvertently, it was not opposed and then there was no question that it should have been put to the House. Your ruling was there; probably it was based on the misreading of the provisions of this Rule. So, this is the legal position, which I am stating before this honourable House. Then it is up to your discretion that the decision taken by the Chair.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much.

(Interruption)

سینیٹر حاجی محمد عدیل: آپ نے ایک ruling دی اور اس کے بعد voting ہوئی اور اس voting میں اس Bill کو reject کر دیا گیا اور آپ نے اس کا اعلان بھی کر دیا۔ افسوس یہ ہے کہ جہاں پر difficulty arise ہو تو Rule 237 کے تحت آپ پھر ruling دیں۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ آپ نے پڑھا غلط ہے، مجھے بہت افسوس ہے کہ Leader of the House یہ کہتے ہیں کہ آپ نے غلط پڑھا ہے، آپ نے غلط سمجھا ہے۔ جناب چیئرمین! آپ نے ایک فیصلہ کیا ہے، Rules ہمیں یہ بتاتے ہیں،

آپ بتائیں کہ آپ کے فیصلے کو بدلنے کے لیے کیا طریقہ کار ہے؟ اس کے لیے ایوان سے پوچھا جائے یا یہ کہ آپ جو remove difficulty کریں گے، آپ کا اختیار ہے تو اس پر ایک اور ruling دے دیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! حاجی عدیل صاحب نے بالکل صحیح طریقہ بتایا ہے کہ Rule 237 کے تحت آپ کے پاس residuary powers ہیں اور ویسے بھی you have issued an order and under law you are the competent authority to withdraw your own order. حاجی صاحب نے بالکل صحیح بات کی نشاندہی کی ہے کہ under Rule 237 آپ کی residuary powers ہیں، آپ ان powers کو استعمال کرتے ہوئے، اپنی earlier ruling کو recall کرتے ہوئے، اگلی ruling دے دیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں. I am not a permanent Chairman.

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میری بات بھی سن لیں، میں بھی آپ کا colleague ہوں۔ جو روایت رہی ہے اور یہ بات صحیح ہے کہ concerned minister نے اس کو oppose نہیں کیا۔ میں اسی روانی میں اگر مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ اتنا controversial ہے تو پھر میں اس کو پورا پڑھتا اور دیکھتا، میں نے تو وہ نہیں دیکھا اور نہ میں اس کی legality پر گیا ہوں بلکہ میں تو tradition پر گیا ہوں کہ اگر minister نے اس کو oppose نہیں کیا ہے تو میں House میں put کر دوں۔ اب رضا ربانی صاحب نے کہا ہے کہ جی نہیں، اگر وہ Government کی طرف سے oppose نہیں ہوتا تو آپ نے پھر اس کو کمیٹی کو بھیجنا ہی بھیجنا ہے۔ یہ ہاؤس کی ایک tradition رہی ہے۔ یہ میں سمجھتا ہوں آپ کے colleague کی حیثیت سے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: ہو سکتا ہے وزیر صاحب سمجھے نہ ہوں۔ اس کو آپ اگلے Private Members Day تک defer کر دیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اس میں میری گزارش یہ ہے کہ جب یہ request آ رہی ہے کہ Rule 237 کو invoke کیا جائے اور اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے تو میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ

Before giving ruling or invoking Rule 237, it will be more appropriate to reserve judgment. Have a deliberation on it, go through the provisions of the law and then you give the verdict on this. Let us not get into that controversy.

آپ اس کو examine کر لیں اور اس کے بعد فیصلہ کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ صحیح ہے کہ اس کو ہم reserve کرتے ہیں اور اس کے بعد اس کی legality دیکھ کر اس کو پھر ہاؤس میں لے آئیں گے۔ Rule-237 کے تحت مجھے یہ اختیار حاصل ہے۔ Thank you.

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی Leader of the House, please now I think کہ time بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ I am going to adjourn the House, if you have no objection.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: ٹھیک ہے جناب۔

Mr. Presiding Officer: Now the House is adjourned till tomorrow at 10.00 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 1st February, 2011 at 10.00 a.m.]